رب زدنی علما

سچل سرمست

شاعر ہفت زبان



روضہ مبارک حضرت سچل سرمست رحہ

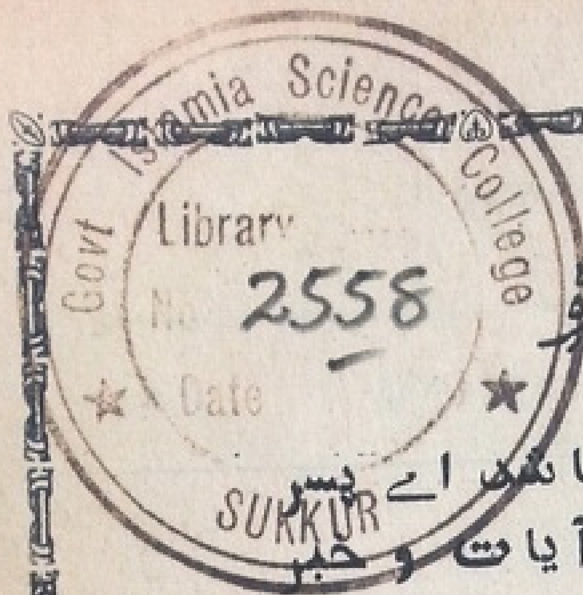
مؤلف

الحاج قاضی علی اکبر درازی



الحاج قاضي علي اڪبر درازي

روهڙي



بسم الله الرحمن الرحيم

اين سخن شعر كئي باشد اے پسر
اين همه ذكر است آيات و خبر

معني: ميرے بيٹے! ميری باتيں صرف شاعری نهيں هے، يه تمام باتيں ذكر-خدا، الله كی آيتيں اور رسول پاک كی حديثيں هيں.

سچل سرمست

شاعر هفت زبان

مولف :-
الحاج قاضي علي اكبر درازی

طابع و ناشر
سچل سرمست كوآپريٹو اكيڈمي لميٹڈ

بار اول — سپٹمبر ١٩٦٦ — جلد ١٠٠٠

هديه ٥ و ٥٠پيسه

فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحیم

سچل سرمست (رح)

(سندھ کا اردو شاعر)

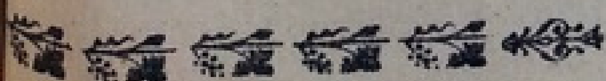
نام و نسب | سرتاج الشعرا شہنشاہ۔ عشق حضرت سچل سرمست (رح) سنہ ۱۱۵۲ھ بمطابق سنہ ۱۷۳۹ع میں پیدا ہوئے. آپکا پیدائشی نام نامی، اسم گرامی عبدالوہاب ہے، لیکن راست بازی اور راست گوئی کی وجہ سے انھیں "سچو۔ سچل۔ سچیڈنہ" کہا جانے لگا. اور اس نام سے انکی شہرت ہوئی۔ آپنے سندھی، سرائکی اور اردو اشعار میں بھي یہی نام بطور تخلص رکھاہے، لیکن فارسي اشعار میں انکا تخلص "آشکار" اور "خدائی" ہے۔

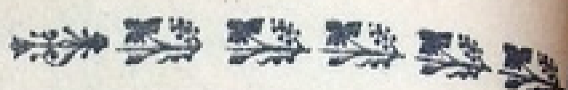
سچل سرمست (رح) کا سلسلہ نسب انتالیسویں پشت میں حضرت فاروق اعظم سے جا ملتاہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات بعد انکا پوتا شیخ شہاب الدین بن عبدالعزیز حجاز سے ہجرت کرکے عراق میں سکونت پذیر ہوا۔ وہ ایک عالم فاضل اور قابل شخصیت تھا۔ اس لئے سنہ ۹۲ھ بمطابق سنہ ۷۱۱ع میں جب حجاج بن یوسف گورنر



عراق نے اپنے داماد محمد بن قاسم کو سندھ فتح کرنے کیلئے بھیجا تو شیخ شہاب الدین کو انکا مشیر خاص مقرر کرکے ساتھ روانہ کیا۔ محمد بن قاسم شیخ شہاب الدین کے نیک مشورہ کی وجہ سے سندہ فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس لئے جب محمد بن قاسم سندھ فتح کرنے کے بعد واپس آرہا تھا تو شیخ شہاب الدین کو سیوستان (سیوھن) کا گورنر مقرر کیا۔ وہ سندھ مین پہلا مسلمان گورنر تھا۔ عالم فاضل ہونے کیساتھ ساتھ سیاست، تدبر اور نظم و نسق میں بھی لائق و فائق اور نیک سیرت تھا۔ اس کی شخصیت سے متاثر ہوکر سندھ کے ہزاروں لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ دو برس کی حکمرانی کے بعد سنہ ۹۵ ھجری میں رحلت کی اسکی وفات کے بعد اسکے فرزند شیخ محمد سیوھن کے گورنر مقرر ہوئے۔ اس طرح آپکے خاندان مین سے پشت در پشت سیوھن کے حکمران رہے۔

جب سلطان محمود غزنوی نے سندھ کو فتح کیا اس وقت شیخ محمد بن محمد اسحاق سندھ کا حاکم تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے سندھ فتح کرنے کے بعد اسکو گورنر کے عھدہ سے معزول کیا اور اسکا سالانہ وظیفہ مقرر کردیا۔ اس طرح دنیوی کاروبار سے فارغ البال ہونے کے بعد سیوھن کو بھی خیرباد کیا اور شمال سندھ کے طرف روانہ ہوگیا۔





وهاں ریاضت اور عبادت میں وقت بسر کرنے لگا۔
کافي عرصہ کے بعد پھر جنوب سندھ کے طرف روانہ ہوا اور
خیرپور ریاست میں قصبہ گڈیجی میں سکونت پذیر ہوا۔

خواجہ محمد حافظ بانی درگاہ دراز شریف

اس فاروقی خاندان کا ایک کامل ولی اور بلند پایہ
شاعر خواجہ محمد حافظ المعروف بہ صاحبڈنہ سنہ ۱۱۰۱ هجري
میں پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائی وقت میں تالپور حکومت کے
دور میں ممتاز عھدے پر فائز تھے - ایک دن آپ اپنے نوکروں
کیساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر جارہے تھے تو راستے میں
ایک مجذوب عورت نے جسکا نام رابعہ بصری تھا آپ کے
گھوڑے کی لغام پکڑ کر راستہ روک لیا اور کہنے لگی "اے
مردخدا آپکو درگاہ ایزدی سے حقیقی بادشاھی عطا ہوئی ھے.
آپ کہاں جا رہے ہیں؟ خواجہ محمد حافظ کے بدن میں ان کا
پیغام سننے کے بعد لرزش پیدا ہوئی۔ آپ اپنے ساتھیوں اور
گھوڑوں کو چھوڑ کر جھنگل کی طرف جہاں درگاہ شریف
ھے چلے گئے وھاں ایک شیر کا غار تھا اس جگہ قیام کیا
اور مسلسل چالیس چلے یعني چار سال اور پانچ ماہ رب حقیقی
کی عبادت میں مشغول اور مستغرق رھے. اتنا عرصہ گذر جانے







کے بعد حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کا پوتا حضرت خواجہ عبیداللہ جیلانی تشریف لائے اور غار کے منھ پر کھڑے ہو کر آواز دی " اب خربوزہ پک چکا ھے باھر تشریف لائیں تا کہ خلق خدا آپ سے مستفیض ہو۔ خواجہ محمد حافظ یہ سنکر باھر آگئے۔ خواجہ عبیداللہ جیلانی نے آپکو فیضان کرم عطا کر کے رب حقیقی سے وابستہ کر دیا۔ اور فرمایا یہ فیض آپکے جد امجد خواجہ ابوسعید فاروقی کا عطا کردہ ھے جو میں آپ کو ودیعت کر رھاھوں۔ خواجہ عبیداللہ جیلانی نے رخصت ہونے سے پیشتر آپ کو حسب ذیل تین وصیتیں کیں۔ (۱) آپکے ھاں دو فرزند پیدا ہونگے۔ ان میں سے چھوٹے بیٹے کو گدی نشین کرنا کیونکہ بڑے لڑکے میں سے ایک سرمست پیدا ہوگا وہ لاولد ہوگا لھذا آپکا سلسلہ گدی نشینی ختم ہوجائیگا لیکن چھوٹے بیٹے کي پشت ھمیشہ قائم رھیگی۔ (۲) آپکے خاندان کا ھر ایک فرد اپنے سجادہ نشین کو اپنا مرشد منتخب کریگا کسی اور درگاہ کا مرید نہ ہوگا۔ (۳) آپ اور آپکی وفات کے بعد جو بھی سجادہ نشین ہوگا وہ اپنی درگاہ کي حدود سے باھر نہیں جاسکتا۔ آخري ارشاد سنکر خواجہ محمد حافظ مغموم ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے آپکی اور آقائے دوجہان سرور۔ کائنات کی زیارت کا اشتیاق ہو تو میں کیا کر سکتاھوں؟ خواجہ عبیداللہ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو تمھارے درگاہ پر روزانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کي کچھری لگیگی وھاں میں اور جملہ اولیا





اکرام موجود ہونگے- لہذا تمہیں حضور انور صلي الله علیه وسلم، جملہ اولیاء اکرام اور عشاق کي زیارت نصیب ہوگی اور تمکو کہیں جانیکی ضرورت درپیش نہ آئیگی- اسکے ثبوت میں نانک یوسف فقیر کا ایک سندھی کلام پیش کرتا ہوں.

حکم ایہو درگاہوں مولیٰ- قادر قدس کرارو تھی
شاہ قطب جیلاني جي شوقئون- طبل نیہہ نقارو تھی
روز کچہری پیغمبر جي- شہ درازن وارو تھی

معنیٰ: یہ حکم درگاہ ایزدی سے جاری ہوا ہے، اور شاہ جیلانی قطب ربانی کے کرم سے صادر ہوا ہے کہ درازا شریف کے درگاہ میں روزانہ حضرت نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری لگتی ہے.

خواجہ محمد حافظ (رح) نے وادیءِ سندھ کے ضلع خیرپور مین قصبہ رانیپور سے ایک میل کے فاصلہ پر "درازا شریف" نامی گاؤں میں سکونت اختیار کي- وہاں انکے ہاں دو فرزند پیدا ہوئے- بڑے کا اسم گرامی خواجہ صلاح الدین اور چھوٹے کا خواجہ عبدالحق رکھا گیا- سچل سرمست خواجہ صلاح الدین کے لخت جگر نور نظر تھے- خواجہ محمد حافظ کي رحلت کے بعد انکے چھوٹے فرزند خواجہ عبدالحق (سچل سرمست کے چچا) خواجہ عبید اللہ



جيلاني (رح) کے ارشاد کے مطابق مسند رشد و هدایت پر
جلوه افروز هوئے.

عربی کلام خواجہ محمد حافظ

(صنعت اقتباس)

لايضيع الله فی الدارين- اجر المحسنين
ما سوا الله محو کر- سمجھ سالک ساڻ يقين

١- لن تنا لوالبر حتيٰ تنفقون- آئي طالبن
سر صدق صد بار کر- تا تو ٿئين اڄ عاشقين

٢- نفس نافرمان جو- طابع نہ ٿي اي طابعين
اقتلوا في حب ذات الله- انتم عارفين

٣- ڇڏ دنيا جي دوستي- وٺ راه رب العالمين
تا ٿئي ئي جاءِ جنت- فد خلوها خالدين

٤- عشق بازي جان گدازي- سر ڏيڻ کم صادقين
هي نہ ترسيا تؤ ڏسي- اهي مست موليٰ جا معين

٥- يا گم ٿيڻ گوندر گذارڻ- مرگ مايا متقين
سي ٿيا "صاحبڏنہ"- وحدت يگانا واصلين

کلام سرائیکی خواجہ محمد حافظ

(وحدات الوجود)

صورت بشری کر کے بھان ۔ ہر رنگ دے وچ رنگڑا رچایم

۱۔ یعقوب ہو کے پڑا چایم ۔ یوسف اپنا نام ترایم
آپ کو آپے کوھے پایم ۔ قیدی ہو کے در کنعان
آپے اپنا ملھ چکایم

۲۔ حیدر بن کے حملہ کیتم ۔ ہو کے حسن میں زہر چا پیتم
نال نیازی دے نالڑا نیتم ۔ چھوڑ مدینہ ملک مکان
کربل دے وچ کندھڑا کپایم

۳۔ کڈھاں شریعت دے وچ شادی ۔ کڈھاں معرفت کراں منادی
کڈھاں حقیقت داھاں ھادی ۔ کڈھاں طریقت کر طولان
ہر مظہر وچ حکم ھلایم

۴۔ مخفی بھی میں ہوں ۔ ظاہر بھی میں ہوں ۔ ناظر تی منظور بھی میں ہوں
تجلی بھی میں ہوں ۔ طور بھی میں ہوں ۔ موسیٰ نوں چا کر مستان
"صاحبڈنہ" ہی نام سڈایم

چایم = پیدا ہوا ۔ ترایم = رکھایا ۔ کوھے پایم = کنوین میں
چکایم = ادا کیا ۔ حملہ کیتم ۔ حملہ کیا ۔ زہر چاپیتم ۔ زہر پیا
نالڑا نیتم ۔ نام رکھا ۔ کندھڑا کپایم ۔ گردن کٹوائی ۔
حکم ھلایم ۔ حکم چلایا ۔ نام سڈایم ۔ نام رکھوایا ۔

فارسی کلام خواجہ عبدالحق

(وحدت الوجود)

۱۔ هرچہ بینی از فوق تا عرش علا۔ هستی ز اوست تا تحت الثرا
۲۔ ماهی از آب زندگی دارد۔ لیک او غافل است از دریا
۳۔ غیر حق نیست هیچ کس موجود۔ همہ عالم از او شد برپا
۴۔ جلوہ لاالہ" الا اللہ۔ بینی از دیدہ دل چون یافت صفا
۵۔ نیست اشیاء بجز معیت حق۔ غیر خورشید روشنی کجا
۶۔ مظهر اوست هرچہ می بینی۔ کس نمیداند این بجز دانا
۷۔ در دئی صرف عمر چہ کنی۔ شرک را دفع کن شوی یکتا

معنی: ۱۔ آپ جو کچھ زمین و آسمان اور تحت الثرا تک دیکھتے هیں وہ رب حقیقی کا مظهر هے۔
۲۔ مچھلی کو دریا سے زندگی ملتی هے۔ لیکن وہ انسے بے خبر هے۔
۳۔ ماسوا اللہ کے کوئی نهیں۔ ساری دنیا اسی کی پیدا کردہ هے۔
۴۔ جب تمهارا دل صاف هوگا۔ تو تم جلوہ لا الہ الا اللہ هرطرف دیکھوگے۔
۵۔ اللہ کے بغیر کوئی چیز نهیں هے۔ سورج کے سوائے روشنی کهاں سے آئیگی۔
۶۔ جو کچھ تم دیکھتے هو وہ اسکا مظهر هے۔ لیکن دانا آدمی کے بغیر کوئی دوسرا نهیں جان سکتا۔
۷۔ تم دئی (دو سمجھنا) میں عمر کیون ضایع کرتے هو۔ اس خیال کو چھوڑدو تو تم واصل باللہ هوجاؤ گے۔



سچل سرمست کے بچپن ھی میں انکے والد بزرگوار نے رحلت فرمائی اس لئے ان کے چچا نے اسلامی روایت کے مطابق انکو دینی تعلیم کے حصول کیلئے حافظ عبداللہ کے سپرد کیا جن سے انھوں نے سندھی اور فارسی تعلیم کے علاوہ قرآن مجید کا درس بھی لیا اور بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ چالیس برس کی عمر تک پہنچنے کے بعد خواجہ عبد الحق نے انکو اپنا طالب بنایا اور عرفان الاھی سے مستفیض فرما کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ سچل سرمست نے اپنی "مثنوی دردنامہ" میں فرمایا ھے۔

یک روز بہ پیر خود رسیدم۔ جز درد نہ قصہا شنیدم

ھر گہ کہ برمن نظر بکردے ۔ پر درد ھمیں شدم بدردے

یعنی - میں ایک روز اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ھوا جہاں میں نے درد کے سوائی اور کوئی بات نہ سنی۔ جس وقت آپ میری طرف دیکھتے اس وقت میں درد سے معمور ھوجاتا۔ (کسی ادیب نے لکھا ھے کہ محکم الدین سیلانی نے سچل سرمست کو فیض عشق و درد عطا کیا تھا۔ یہ سراسر غلط اور بے بنیاد بات ھے (مؤلف) سچل سرمست کی طبیعت کا میلان بچپنی ھی سے فقیری کی طرف تھا۔ اس لئے وہ جنگل میں تنہا رھتے تھے اور صبر و فکر میں وقت بسر کرتے تھے۔ آپ کا سرائکی زبان میں ایک شعر ھے۔



اک دن مرشد میں نوں ایویں آکھیا۔ چھوڑ خلق دی یاریں
اک نام اللہ دا یاد کریں۔ بیا ڈوھیں جہان وساریں
جو دم جیویں اس دنیا وچ۔ نال توحید گذاریں
"سچل" باجھوں عشق اللہ دے۔ بی سب کوڑی کاریں۔

معنی: ایک دن مجھے پیر مغاں نے ایسا فرمایا کہ تم دنیا کی دوستی چھوڑ دو۔ ایک نام اللہ کا یاد رکھو اور دونوں جہان کو بھول جاؤ۔ جب تک تم زندہ ہو اللہ کے توحید میں وقت بسر کردو۔ کیونکہ اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ جھوٹا ہے۔

شرع کی پابندی

حافظ درازی حضرت سچل سرمست شروع زندگی میں شرع محمدی کے پابند تھے، اور پنجگانہ نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ لیکن جب سرمستی حال ان پر طاری ہوتا تھا تب وہ ہمیشہ مستغرق رہتے تھے۔ آپ نے "دیوان آشکار" میں فرمایا ہے:

از شرع رو متاب گر مردی
غوث و قطب کند سلام شرع
گرچہ میر وزیر و سلطان است
بر ہمہ غالب است حکام شرع
گفت ملحد کہ حد شرع گذاشت
چوں بہ وحدت روم کدام شرع



معنیٰ: اگر تم مرد ہو تو شریعت سے رو گردانی مت کرو۔ غوث و قطب شریعت کی تابعداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی امیر ہے یا وزیر یا سلطان لیکن سب پر شریعت کے حکم کی پابندی لازم ہے. ملحد لوگ میرے متعلق کہتے ہیں کہ میں شریعت کی پابندی چھوڑدی ہے، لیکن جب میں واصل باللہ ہوگیا تو شریعت کا حکم کہاں رہا؟ دوسري جگہ فرماتا ہے:

ساقیا آں مئی انگوری
ما نمی خواہیم کزوست صد دوری
لازوال است آں مئی وحدت
آں بنوشاني رہم ز مہجوری

معنیٰ: اے ساقي میں یہ انگوری شراب نہیں مانگتاہون کیونکہ اسکے پینے سے دوری ہوتی ہے۔ وحدت کی شراب لازوال ہے مجھے وہ پلادے تاکہ جدائی دور ہوجائے.

غزل از بحر طویل

۱۰۲ این بدع مقبوح آثار یزید و شمر داں
شربت و قنب و مئی دور از حقہ یلغار باش

معنیٰ: بري رسمیں، بھنگ، شراب اور دیگر منشیات کا استعمال شمر و یزید کا رائج کردہ ہے، تم ان سے اور حقہ سے دور رہ۔





۱۳۷ باجماعت خوان مدامی نماز پنج وقت را
در جمعہ ناغہ مکن پس پیشوا صف دار باش

معنی: ہمیشہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت پڑھا کر اور نماز جمعہ کبھی ناغہ نہ کیا کر۔

۱۴۷ روزہ داری ماہ رمضان عالم و حافظ شوی
یا شنی یا ناظران خوانی ایماندار باش

معنی: رمضان شریف میں روزہ رکھا کر عالم و حافظ بن اور قرآن مجید یا تو خود پڑھ یا دوسرے سے پڑھوا کر سن۔

۱۹۴ دمبدم در ذکر حق شاغل بلا ناغہ شوی
ذکر کن ایں طور تا از جسم بے اختیار باش

معنی: ہروقت اللہ کے ذکر میں مغشول رہ اور اسی میں ناغہ نہ کرو، اور یاد خدا میں اس قدر محو اور مستغرق ہوجا کہ تجھے اپنے وجود کی کوئی خبر نہ رہے۔

۲۳۹ شاہ در جسمت چون آمد احتیاج۔ عبد رفت
بر تو شد صد مبارک تا ابد خود یار باش

معنی: جب بادشاہ تیرے جسم کے اندر داخل ہوگیا تجھے عبد بنے رہنے کی ضرورت نہیں رہی تجھے یہ سعادت مبارک ہو۔

۲۴۱ چون بہ تن باشی ز امر نہی دم غافل مشو
چون ز خود رفتی پس آنگہ ز ایں امر ناچار باش

معنی: تو جب تک خودی میں ھے اور تیرے ظاھری ہوش و حواس سالم ھیں تب تک احکام الاھی کی پابندی سے





ایک گھڑي بھي غفلت نہ کر، لیکن جب بیخود ھوجائے تو
پھر تجھ پر کوئی پابندي نہیں ھے۔

۲۴۳ عام شاغل این نماز اند۔ عاشقان دائم بذات
باخودی و بے خودی دارد فرق بسیار باش

منعی: عام آدمی اس نماز میں مشغول ھیں، اور عشاق
راتوں کی راتیں ذات حق کے مشاهده میں مشغول رهتے هیں۔
یہ خودی اور بے خودی کا کرشمہ ھے اور ان دونوں میں
بہت بڑا فرق ھے۔

۲۴۵ این نداني عاشقان از شرع بیرون میروند
همچون آن کس نیست ثابت قدم عشق آثار باش

معني: تو یہ خیال نہ کر کہ عشاق شریعت کے دائرہ سے
باهر هیں۔ اصل حقیقت یہ ھے کہ راہ عشق میں وهی لوگ
سب سے زیادہ ثابت قدم هیں۔

۲۴۶ دع نفسک وتعال است این نماز عاشقان
در قیام و قعود علي جنوبهم با یار باش



معني: اپنے وجود کو ترک کرکے همارے حضور میں
حاضر هوجا، یہ عشاق کی نماز ھے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے
اور لیٹتے سوتے قیام و قعود میں رهتے هیں۔

حالات بیخودي

سچل سرمست کا کلام سراپا الهام محبت و الفت،
عشق و سوز، درد و گداز، کیف و حال، جذب و جلال،





موج ومستی کے فلسفہ کا ایک بھرپور گنجینہ ھے جو بیخودی، وجد، جذب و سرمستی کے عالم مین کہا گیا ھے۔ اس عالم مین آپکے سرمبارک کے لمبے اور لٹکتے ہوئے بال سیدھے ھو کر کھڑے ھوجاتے اور آنکھون سے سیلاب اشک جاری ھوجاتا تھا۔ اس حال میں اشعار کی آمد اس کثرت سے ھوتی گویا ایک دریائے امواج ھے جو امڈا چلا آرھاھے۔ اس وقت جو طالب اور کاتب موجود ھوتے وہ انکا کلام قلمبند کرلیتے اگر کوئی لفظ یا مصرع ان کے سمجھ میں نہ آتا تو وہ سچل سر مست کے ھوش میں آجانے کے بعد اس کے بارے میں ان سے دریافت کرتے تھے مگر سرمست کے طرف سے انکو یہ جواب ملتا کہ "کہنے والے نے کہا ھے مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ھے"۔

[الہامی کلام)

شعر از دیوان آشکار

زھد تقوی محو شد چون عشق مارا رخ نمود
می شود زو بیخودی ماند کجا سجدہ سجود

معنی:- جب عشق نمودار ھوا میری تقوی طاعت ختم ھو گئی مجھ پر بیخودی کا حال طاری ھوا۔ پھر سجدہ سجود کہاں رھا۔

خیرپور ریاست کے حکام کے ساتھ تعلقات

میر سہراب خان ٹالپور والی ریاست خیرپور کے پاس ایک ھندو ملازم تھا۔ اس نے خزانہ سے کچھ رقم خرد برد کی





تھی اس لئے اسکو حوالہ زندان کیا گیا۔ ھندو کا ایک عزیز مخدوم فضل القادر سجادہ نشین جھوک شریف ضلع حیدرآباد کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ھمارے آدمی کو زندان سے نجات دلوادو۔ مخدوم صاحب نے خواجہ عبدالحق کے نام خط تحریر کیا کہ ھمارے آدمی کو رھا کرادو۔ خواجہ عبدالحق نے سچل سرمست کو میر صاحب کے پاس مذکورہ آدمی کو رھا کرنے کے لیئے بھیجا۔ جب سچل سرمست میرصاحب کے دربار میں گئے تو اسکے آدمی ایک بندوق کی تعریف کر رھے تھے کہ اس سے شیر مارا جاتا ھے۔ چنانچہ سچل سرمست نے کہا کہ شیر کو کون مار سکتا ھے؟ اس مرحلہ پر وجد طاري ھوا اور خود شیر بن گئے، تمام درباري خوف و ڈر سے بھاگ گئے۔ تھوڑی مدت کے بعد سچل سرمست انسان کی اصل صورت میں آگئے۔ میرصاحب نے حضرت سچل سرمست سے معذرت کی اور ملازم کو واپس کردیا۔ آپکی کرامات سے متاثر ھوکر ھمیشه کیلئے مرید بن گئے اور بھت سي جاگیر بطور نذرانہ دے دی۔



سچل سرمست منصور ثانی

سچل سرمست اس بیخودي، وجد و حال، جوش و سرمستی کے عالم میں انا الحق پکار اٹھتے۔ آپ کی فارسی تصنیفات "دیوان آشکار" میں اس مضمون بھت کے سے اشعار ملتے ھیں۔





١- هر کجایم جا بجا یم- من خدا یم من خدا
تا چہ شد پوشیدہ ام- از درد این خاکي قبا

معني- میں ہر جگہ ہوں، جا بجا ہوں، میں خدا ہوں، مین خدا ہوں اس سے کیا ہوتا ھے کہ میں نے درد کے سبب سے یہ خاکی جامہ پہن رکھا ھے-

٢- اگر تم اثبات کو جانو- نہ ہرگز تم گدا ہوگا
یقین کر، نہ گداگر ہو- لیکن خود خدا ہوگا
ھو الاول- ھو الاخر- ھو الظاھر ھو الباطن
یہاں وھي- وہاں وھی- سچل کہہ تم کجا ہوگا

اردو شعر میں جو نازک خیالي دکھائی گئی، ھے وہ قابل قدر ھے۔

سرمست نے جب منصوری نعرہ بلند کیا تو علماء نے انکو سزا دینے کا ارادہ کیا- اور سرمست کے پاس آئے اور انکو تنبیھ کرنے لگے کہ تم یہ کفر کیوں بکتے ہو- سرمست نے ان سے پوچھا تو اس جرم کی کیا سزا ھے؟ علما نے کہا اس جرم کی سزا قتل ھے۔ سرمست نے علماء سے کہا کہ جس وقت آپ میری زبان سے انا الحق کا نعرہ پھر سنیں اس وقت مجھے فوراً قتل کردیں. اس اثنا میں ان پر وجد اور بیخودی کا حال طاري ہوگیا اور انکے زبان سے انا الحق نکلنے لگا. اسلئے علماء نے ان پر تلوار کے کئی وار کئے، لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا. جب حال کی کیفیت باقی





نہ رہی تو علماء نے انکو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرمست نے فرمایا کہ "یہ نعرہ میں نہیں لگاتا بلکہ وہ ذات باري هی لگاتي هے۔ آپکا اس موضوع پر ایک سندھی میں کلام ھے:

حق انا الحق تي چيو۔ پر منجھ نظر منصور هو
منجھ شریعت شرک چون۔ منجھ معرفت منظور هو

معنیٰ: حق تعالیٰ، خود فرماتا تھا کہ میں حق ہوں، لیکن بظاهر شکل منصور کی تھی۔ شریعت کے نقطہ نظر سے یہ شرک تھا، لیکن معرفت کے نقطہ نظر سے یہ بات بلکل صحیح تھی۔

کافی اردو (وحدت الوجود)

ترجیع بند: اگر اس بات کو جانو۔ نہ هرگز تم گدا هو گا
یقیں کر، نا گدا گر هو۔ لیکن خود خدا هو گا

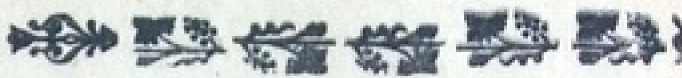
١- فنا کی بات باطل ھے۔ اگر پوچھو سچ هم سے
بقا باالله همیشہ تو۔ خدا تا، نا فنا هو گا

٢- نہیں دیدار اور دیگر۔ نہیں هے جا دیکھنے کی
نظر کی جا تم هي هو۔ ببیں تا خود لقا هو گا

٣- زمیں پر کیا فلک پر کیا۔ کیا پر عرش کرسی پر
درون بیرون همہ اندر۔ تو کلی جابجا هو گا

٤- هو الاول هو الاخر۔ هو الظاهر هو الباطن
یہاں وهی وهاں وهی۔ "سچل" کہہ تم کجا هو گا۔





اس سرمست نے "همہ اوست" کے موضوع پر اتنا جوش و جلال جذب و جولان اور موج و مستی دکھائی ہے کہ کسی اور شاعر کو اتنی جرائت و همت نہیں ہوتی. واضح طور معلوم هوتا ہے کہ عالم الغیب نے اپنے مخفی اور پوشیدہ اسرار و رموز سے اپنی مخلوقات کو آگاہ کرنے کیلئے اس مرد مجاهد اور رند بیباک کو اپنی خاص سند و سرٹیفکٹ عطا فرماکر اس زمیں پر بھیجا ہے جسنے و ما علینا الا البلاغ والا پیغام ڈنکے کی چوٹ پر خالق کی مخلوق کو سنایا ہے. یہ صرف اس سرمست الستی، عاشق ازلی قادرالکلام کا کلام ہے. آپ نے فرمایا ہے:

ما کفر نمے گویم این سخن همہ راست است
آنکس کہ بود کافر زیں معنیٰ شد منکر

معنیٰ: میں کفر نہیں بکتا ہوں یہ بات بلکل سچ ہے، جو اس بات سے انکار کرتاهے وہ کافر ہے.

سچل سرمست شاعر هفت زبان

کہا جاتا ہے کہ سچل سرمست کا کلام نو لاکھ چھتیس هزار چھ سو چھتیس اشعار پر مشتمل هے جو سات زبانوں عربی- فارسی- اردو- هندی- پنجابی- سرائکی اور سندھی میں کہا گیا ہے. اس بنا پر آپکو شاعر هفت زبان کہا جاتا ہے. کسی شاعر کا اپنی مادری زبان میں جزوی طور پر اشعار کہنا کسی خاص اهمیت کا حامل نہیں ہے. قابل قدر شاعر





وہ ھے جسے غیر زبان پر بھی عبور حاصل ہو۔ آپکا سندھی۔ سرائکی اور اردو شعر میں تخلص سچو۔ سچل۔ سچیڈنہ ھے، لیکن فارسی زبان میں آپکا تخلص "آشکار اور خدائی" ھے۔

سچل سرمست عاشق رسول اللہ

سچل سرمست حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا عاشق صادق ہے۔ آپکے تصنیفات سے حسب ذیل چند اشعار اس موضوع کے متعلق پیش کئے جارھے ھیں۔

از دیوان آشکار

١- همین گویند کہ بدراہ باشد۔ نہ بد راہ است لیکن شاہ باشد

٢- شکایت کئی کنی اي پارسا۔ **آں عاشق رسول اللہ باشد**

٣- اگر پرعیب هم بد راہ باشم۔ یقیں دانی کہ او همراہ باشد

٤- نمی دارم بجز عشقش بدل هیچ۔ ایں عالم خدا آگاہ باشد

٥- بدآں عالی جنابش "آشکارا"۔ یکی از سگ همان درگاہ باشد

معنی: سچل سرمست فرماتا ھے کہ میرے متعلق لوگ کہتے ھیں کہ یہ بدراہ ھے، لیکن میں بدراہ نہیں ہوں شاہ ہوں۔ اے زاھد تم میرے لئے کیوں شکایت کرتے ہو، مین تو عاشق رسول اللہ ہوں. اگر میں پرعیب اور بدکار ہوں مگر یقین کرنا کہ حضرت رسول اللہ میرے مددگار ھین۔ میرے دل مین آپکے عشق کے بغیر کچھ نہیں، اس بات کا خدا گواہ ھے۔ "آشکار" رسالتماب کے دروازے کا ایک کتا ھے۔





کلام دیگر از دیوان آشکار

۱- یک روز بودم من بخدمت مصطفیٰ- سروری کونین این خیر الوریٰ

۲- این چنین فرمود مارا از کرم- جز برخصت پیر عبدالحق میا

۳- از گروہ- خاص اورا کردہ ام- جلوہ فیضش بود جابجا

۴- شان شوکت پیرما بالاترست- ھمچو اوکس نیست در عالم علا

۵- "آشکارا" خاک پاء پیر باش- تا شوی از دوستیش بادشا

معنیٰ: ایک دن میں حضرت محمد مصطفیٰ سرور کونین کے حضور میں حاضر ھوا، آپنے از راہ کرم فرمایا کہ تم اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر مت آیا کرو. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچل سرمست کے مرشد کے متعلق فرمایا کہ میں نے اسکو اپنے خاص گروہ مین شامل کیا ھے اور اسکے فیض کا جلوہ جا بجا ھے. (یہ الفاظ سننے کے بعد سچل سرمست کہتا ھے کہ) میرے پیر کا مرتبہ عظیم الشان ھے اور اسکے مدمقابل دنیا میں کوئی نہیں ھے. اے "آشکار" تو اپنے پیر کے پاؤں کی خاک بنجا، تو اسکی صحبت اور دوستی سے بادشہ بن جائے.

نعت (سرائکی)

کل نبیاں دا سرتاج محمد- بحر عرف امواج محمد

قاب سوسین او ادنیٰ- شرف شب معراج محمد

امت تیری کیوں غم کھاوے- جس دی تیکوں لاج محمد

"سچل" کوں غم کوہا- کیتا لا یحتاج محمد



اسکے علاوہ آپنے جو اپنی تصنیف مثنوی وصلت نامہ میں تعریف و توصیف کی ھے اسکے چند منتخب اشعار پیش کئے جاتے ھیں:

از مثنوی وصلت نامہ

۱- من رانی گفت آخر مصطفیٰ۔ چند باشی درحجاب اے بیوفا

معنیٰ:- حضور اکرم نے من رانی فرمایا ھے۔ پھر اے بیوفا تم کب تک حجاب میں رھیگا۔

۲- از رموز- سر حق آگہ نئی- لاجرم کوری و مرد- رہ نئی

معنیٰ: تم اسرار الاھی سے واقف نہیں ھے- اور اس لئے اندھا اور اس راستے سے نا آشنا ھے۔

۳- مصطفیٰ آمد دریں رہ بانشان- ھر زمان از راہ دادہ صد نشان

معنیٰ- مصطفیٰ اس راہ سے بلکل با خبر ھیں- اور ھروقت اسکی تمام خبریں دیتے رھتے ھیں۔

۴- مصطفیٰ آمد دریں رہ نور پاک- جملہ ظلمات را کردہ ھلاک

معنیٰ- مصطفیٰ اس راہ میں پاکیزہ نور ھیں- جس نے تمام تاریکوں کو ختم کردیا۔

۵- مصطفیٰ آمد دریں رہ پیر راہ- دامن اور گیر تا گردی تو شاہ

معنیٰ: مصطفیٰ اس راہ میں حقیقی مرشد ھیں- تو انکا دامن تھام لیگا تو بادشاہ ھوجائیگا۔

۶- مصطفیٰ آمد درین راہ رازدان- دیدۂ خود را بہ معنیٰ باز دان

معنیٰ: محمد مصطفیٰ اس راہ کے اسرار و رموز سے آگاہ ھیں، تو بصیرت کی آنکھیں کھولکر اس حقیقت کو سمجھ لے۔



۷۔ مصطفیٰ آمد دریں راہ ذاتِ حق۔ از دوعالم بردہ در معنیٰ سبق

معنیٰ: محمد مصطفیٰ اس راہ میں راز الاھی ھیں۔ اور درحقیقت دونوں جہان سے آگے ھیں۔

۸۔ مصطفیٰ را حق بدان و حق ببیں۔ تاشوی تو شیرِ راہ مرد دیں

معنیٰ: محمد مصطفیٰ کو حق دیکھ اور حق جان، تاکہ تو حق کی راہ میں شیر مرد بنجائے۔

۹۔ مصطفیٰ را حق ببیں و حق بداں۔ تاشوی در ھردو عالم بانشاں

معنیٰ: محمد مصطفیٰ کو حق دیکھ اور حق جان، تاکہ تو دنیا و عقبیٰ میں سرخرو و سرفراز ھو۔

۱۰۔ مصطفیٰ حق بود و حق بود مصطفیٰ۔

بشنو ایں معنیٰ تو پاک اے باصفا

معنیٰ: محمد مصطفیٰ حق ھے اور حق مصطفیٰ ھے۔ اے پاک باطن تو اس حقیقت کو اچھی طرح سے سن اور سمجھ۔ یعنی اللہ اور محمد مصطفیٰ ایک ھے۔

۱۱۔ مصطفیٰ را نورِحق میداں یقیں۔ تا رسی در قرب ربّ العالمین

معنی: محمد مصطفیٰ کو اللہ کا نور سمجھ اور اس پر یقیں کر تاکہ تو پروردگار عالم کا قرب حاصل کرسکے۔

۱۲۔ سرِخود با انبیا گفتہ تمام۔ بر محمد ختم کردہ والسلام

معنی: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اپنا راز بتایا ھے۔





اور حضور پرنور کی ذات با برکات پر تمام اسرار منکشف کر کے اس معاملہ کو ختم کردیا۔

نوٹ: حدیث شریف میں آیا ھے "من رانی فقد راء الحق" جس نے مجھے دیکھا گویا اللہ کو دیکھا۔

عشق۔ حبیب

(از مثنوی وحدت نامہ)

۱۔ بادشاہ من توئی من بندہ ام۔ اندریں بدکاری شرمندہ ام
رحم فرما برمن۔ مسکین تو۔ دہ دلم را یا نبی تسکین تو
آمدم عاجز بدر تو شرمسار۔ کردہ ام عصیان بیحد بیشمار

معنی: آپ میرے بادشاہ ھیں اور میں آپکا غلام ہوں، میں اپنی بدکاری پر شرمسار ہوں۔ یا رسول اللہ مجھ پر رحم فرما اور میری دل کو تسکین عطا فرما۔ میں آپکے دروازے پر سراپا ندامت و انکسار بنکر حاضر ہوا ہوں، کیونکہ میں بڑا گنہگار ہوں۔



۲۔ ایں گدا بر درت امیدوار۔ بخش دیدارم مرا اے شہسوار
نالہ بشنو یا شفیع المذنبین۔ وے تو باشی رحمت للعالمین
اے توئی سردار سرور کائنات۔ مظہر خاص توئی اندرصفات

معنی: یہ گدا آپکے دروازے پر امیدوار ہو کر حاضر ہوا ھے، اے شہسوار مجھے اپنے دیدار کا شرف عطا فرما۔ اے شفیع المذنبین میری فریاد سن۔ آپ رحمت للعالمین ھیں۔





آپ اس کائنات کا سردار اور بادشاہ ہیں۔ آپ اپنی صفات میں اللہ کی ذات کے مظہر خاص ہیں۔

۶۳۔ در دو عالم شاہ شاہاں توئی۔ در مظاہر خاص انسان توئی

از احد احمد تو گشتی آشکار ذات پاک ہستی بگویم باربار

من ز کار بد پشیمانم بسے۔ بنگری حالم پریشانم بسی

معنی: آپ دونوں جہان کے شہنشاہ ہیں۔ آپ اللہ کے مظاہر میں خصوصی حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ احد سے احمد کی صورت مین آشکار ہوئے ہیں۔ میں بار بار اقرار کرتا ہوں کہ آپکی ذات پاک ہے۔ میں اپنی معصیت پر بہت پشیمان ہوں۔ اور آپ میرا پریشان حال دیکھ رہے ہیں۔

۶۴۔ جز حمایت تو مرا کس یار نیست

همچو من اندر جہان بدکار نیست

کردہ ام از جرمہا روئے سیاہ۔ تو بیامرزی کن عفو گناہ

جملہ عالم تا مرا بدکردہ است

معنی: آپکے سوا میرا کوئی مددگار نہیں، اور مجھ جیسا دنیا میں کوئی خطاکار نہیں ہے۔ میں اپنے گناہوں کے وجہ سے روسیاہ ہوچکا ہوں، ساری دنیا مجھے برا کہہ رہی ہے آپ اپنے عفو و کرم سے مجھے بخشدیجئے۔

از غزل بحر طویل

۲۳۰ وقت آخر با شفیع المذنبیں در پیش حق

سرخرو از عمل خود چوں گل گلاب انار باش





معنی: تو اپنے اس عمل کیوجہ سے زندگی کے آخری لمحات میں جب حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش ہوگا تو سرخرو ہوگا۔

۲۵۱ حمد للہ درجہ عاشق عطا کردہ رسول
گفت جز محبت دگر برباد زاں بیزار باش

معنی: اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بارگاہ رسول مقبول سے عاشقی کا منصب عطا ہوا ہے، اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ محبت کے سوا ہر چیز ہیچ سمجھو۔

عشق حبیب

(چند اشعار از مثنوی رازنامہ)

۱- مصطفیٰ راہ ہدایت آمدہ۔ مرتضیٰ گنج عنایت آمدہ

معنی: مصطفیٰ راہ ہدایت ہیں۔ مرتضیٰ مہربانیوں کا خزانہ ہیں

۲- مصطفیٰ شد پیشوائے انبیا۔ مرتضیٰ سلطان شد ہر اولیا

معنی: مصطفیٰ انبیا کا امام ہیں۔ مرتضیٰ اولیا کا سلطان ہیں۔



۳- مصطفیٰ و مرتضیٰ رایک بہیں۔ احد احمد یک بود بیشک بہیں

معنی: مصطفیٰ اور مرتضیٰ کو ایک جان۔ احد اور احمد کو ایک جان۔

۴- عاشقم بر اسم محمد مصطفیٰ- بر دلم جاگیر نام مرتضیٰ

میں تو محمد مصطفیٰ کے نام کا عاشق ہوں۔ میری دل پر مرتضیٰ کا نام نقش ہے۔





۵- لطف بر ما کرد سید المرسلین۔ کرد مارا از گروہ عاشقین

معنی: سید المرسلین نے ہم پر مہربانی کی۔ کہ ہمکو عاشقوں کے گروہ میں شامل کرلیا۔

۶- از محمد ایں مرا ارشاد شد۔ جز محبت ہر دگر برباد شد

معنی: محمد مصطفی نے مجھے یہ سبق دیا ہے کہ محبت کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔

۷- از سر وحدت مارا آگاہ کرد۔ من گدا بودم ولے شاہ کرد

معنی: آپنے مجھے توحید کے راز سے آگاہ کیا ہے، اس طرح مجھے فقیر کو بادشاہ بنادیا۔

۸- برمن مسکین توجہ کردہ اند۔ غیرحق خود را مداں فرمود اند

معنی: مجھ غریب پر توجہ کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تم اپنے کو غیر حق نہ سمجھو، یعنی تم حق ہو۔

آپ مثنوی راز نامہ متعلق فرماتے ہیں:

۱- صاحب احوال بینند ایں کتاب. تاکہ از توحید مے نوشد شراب

معنی: صاحب حال ہی اس کتاب کو دیکھ سکتا ہے تو، توحید کی شراب سے سرشار ہوجائے۔

۲- نیست آگہ زیں کتاب عام را۔ پختہ دانند نے خبر خام را

معنی: عام آدمی اس کتاب سے آگاہی حاصل نہیں کرسکتا دانا اسکو جان سکتے ہیں، نادان کو کیا خبر۔

۳- قسم ذات پاک اورا اے پسر۔ نامہ ایں صاحب حال خواند نے دگر

معنی: میرے بیٹے اللہ کی قسم۔ صاحب حال کے سوا یہ نامہ کوئی نہیں پڑھ سکتا۔





۴۔ ایں کتاب کردہ ام از عشق پر۔ اندرونش ہست پیدا صد گوہر

معني: میں نے اس کتاب کو عشق سے بھر دیا ہے۔ اس میں سیکڑوں موتی درخشندہ ہیں۔

یہ ہی رند عاشق بار بار فرماتا ہے کہ میرا کلام خاص کیلئے ہے، خام آدمی کو میرے کلام کی کیا خبر؟

چند اشعار از دیوان آشکار

۱۔ ای بجز دروازہ احمد راہ نیست۔ گر نمی‌دانی دلت آگاہ نیست

معني: محمد مصطفي کے دروازے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر تم یہ نہیں جانتا تو تیری دل آگاہ نہیں ہے۔

۲۔ آنکہ در احد احمد دانست فرق۔ درجہ اورا فنا فی اللہ نیست

معني: جو اللہ اور محمد صلعم میں فرق کرتا ہے۔ وہ فنا فی اللہ کے درجہ پر نہیں پہنچا۔

عشق حبیب

قاضي علي اکبر بتخلص غلام اکبر

کافي



ترجیع بند: مجھے تو جام اے ساقی۔ پلادو یا رسول اللہ
دئی کا بیچ سے پردہ۔ اڑادو یا رسول اللہ

۱۔ کرو تم صاف دل میری۔ دئی غیر و سیاہی سے
اسی میں نور تو اپنا۔ بسادو یا رسول اللہ



۲- مجھے مخمور کرو ایسا - رہے نا یاد جسم اپنا
سراسر مست محبت میں- بنادو یا رسول اللہ

۳- رگ رگ سے ہوئے جاری- مجھے آواز ہو- ہو- ہو
تن میں تار تو اپنی - لگادو یا رسول اللہ

۴- "غلام اکبر" پر ایسی- کرو شفقت شہنشاھا
رخ- منور مجھے اپنا - دکھادو یا رسول اللہ

سچل سرمست عاشق بقا باللہ

طریقت کی چھار حسب ذیل منزلیں ھیں:
(۱) فنا فی الشیخ (۲) فنا فی الرسول (۳) فنا في الله
(۴) بقا باللہ.

یعنی: ۱) مرشد میں گم ھوجانا ۲) رسول میں گم
ھوجانا ۳) اللہ میں گم ھوجانا ۴) خود اللہ بنجانا.

یہ رند بیباک اور عاشق صادق بقا باللہ کی اعلي
ترین منزل پر فائز تھے. آپ نے فرمایا ھے:

نوري ناري ناهيان- آهيان رب جبار

معنيٰ: میں نہ نوری ھوں اور نہ ناری ھوں- یعنی میں
نہ نور سے پیدا ھوا ھوں اور نہ آگ سے پیدا ھوا ھوں بلکہ
مین خود خدا ھوں. دیگر شعرا زیادہ سے زیادہ فنا فی اللہ کی
منزل تک رسائی رکھتے ھیں- بقا باللہ کی منزل سب کو
نصیب نہیں ھوسکتی.



قرآن مجید میں ارشاد ھے:

"ذالک فضل الله یوتیه من یشاء"

معني: یہ الله کا فضل ھے، جسے چاھے عطا فرمائے.

عاشق سرمد کا قول ھے:

"این دولت سرمد همہ کس را ندھند"

یعنی: اے سرمد یہ ولایت سبکو نہیں بخشی جاتی، یہ الله پاک کے جذبۂ جلال میں سے ایک پاک اور خاص نعمت ھے جو صرف ان صاحب۔ حال عشاق کو نصیب ھوتی ھے جو مرد مجاھد جان کی پرواہ نہ کرتے ھوئے الله تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار پر سے نقاب ھٹاتے ھیں. نقاب ھٹانا اور پردہ اتارنا عام آدمیوں کا کام نہیں ھے. اس اقلیم سخن کے تاجدار شاعر کا سندھی زبان میں ایک شعر ھے.

ناھین میسر ملکن۔ ایھا امانت عشق جي

یعنی عشق کی امانت جو سچل کو ودیعت ھوئی ھے وہ فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ھوسکتی. اس لحاظ سے شاعری میں ایک خاص اور اعلي ترین مقام کے علاوہ یہ رند بیباک درجہ ولایت میں بھی اعلیٰ ترین منزل پر فائز ھے.

سندہ کے وہ ادیب جنھیں فقیرانہ مسلک کی کچھ خبر نہیں ھے و۔ اس رند ازلی کے مرتبہ کو کیا پھچانیگے انکی آنکھیں تو ظاھر بین ھیں وہ حقیقت کی تہہ تک نہیں پھنچ سکتے اسلئے اس بقا باالله عاشق کے طرف توجہ نہیں ھے.





سچل سرمست شہنشاہ عشق

سچل سرمست فرماتے ہیں:

مارا نصیب است عشق و مستی۔ اے زاھد باتو باد ہستی

معنی: اے زاھد مجھے تو عشق و مستی عطا ہوئی ہے۔ اور تجھے غرور زھد۔

سرمست سراپا عشق تھا۔ خداوند ودود نے انکو محی العشق بناکے اس دنیا میں بھیجا تھا۔ جس نے آکر عشق کو زندہ کیا۔ آپنے جتنی عشق اور درد کی تعریف و توصیف کی ھے کسی اور شاعر کو اسکی توفیق ھی نہیں ہوسکتی. آپکی تصنیفات میں سے "مثنوی عشق نامہ" اور "مثنوی درد نامہ" عشق اور درد کی حمد و ثنا کیلئے مخصوص ھیں۔ اسکے علاوہ "مثنوي وصلت نامہ" اور "مثنوي وحدت نامہ" میں جو عشق کا ذکر کیا گیا ھے، ان میں سے چند اشعار حسب ذیل پیش کئے جاتے ھیں:

از مثنوی وصلت نامہ

۱ــ عشق مارا اندرین رہ در کشود

حاصل ما خود دریں رہ عشق بود

معنی: اس معاملہ میں عشق نے ھمارے اوپر اپنے دروازے کھول دیئے ھیں۔ دراصل ھمارا مقصود بھی عشق تھا۔





۲۔ عشق سر حق بما پیدا نمود۔ کار ما از عشق حق زیبا نمود

معنیٰ: عشق نے ہم پر اسرار الاھی منکشف کردیئے۔ اور اور عشق الاھی سے میرا کام بھتر ھو گیا.

۴۔ عشق آمد در دل ما بار زد۔ آتش اندر خرقہ و زنار زد

معنیٰ: جب عشق نے آکر ھماری دل میں ڈیرا ڈال دیا تو خرقہ و زنار کو آگ لگادی۔

۴۔ عشق آمد سالکاں حیراں شدند۔

در سلوک خویش سرگرداں شدند

معنیٰ: جب عشق آیا تو سالک حیرت میں پڑگئے اور اپنے ھی سلوک میں حیراں و سرگرداں رھگئی.

۵۔ عشق آمد "کنت کنزاً" شد عیاں۔

میکند عشق ایں سخنھا را بیان

معنیٰ: جب عشق آیا تو "کنت کنزا مخفیا" کا راز بےنقاب ھو گیا۔ عشق نے تمام اسرار منکشف کردیئے.

۶۔ عشق آمد "لی مع اللہ" اے پسر۔ من ترا از سر حق دادم خبر

معنیٰ: میرے بیٹے! "عشق لی مع اللہ" ھے۔ اور یہ خدائی راز ھے جو میں نے تجھے بتایا ھے.

"لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مکرم"
یہ حدیث شریف ھے جسکی معنیٰ ھے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کیساتھ ایک وقت ایسا معین ھے، جس مین نہ تو کسی ملک مقرب کی گنجائش ھے، اور نہ کسی برگزیدہ پیغمبر کی.





۷- عشق "سبحانی" زده هردم عیاں۔ لیک ایں را دیدہء باید نہاں

معنی: عشق ہر وقت "سبحانی ما اعظم شانی" کا نعرہ لگاتا ھے۔ لیکن اس بات کو سمجھنے کیلئے دل کی بصیرت چاھئے۔

۸- عشق آمد عارفاں محو آمدند۔ در رہ عشاقاں محو آمدند

معنی: عشق کے آتے ھی اھل معرفت استغراق کے عالم میں پہنچ جاتے ھیں۔ پھر راہ عشق سے ھوشیار ھوجاتے ھیں۔

۹- عشق آمد "فاذکرونی" خود شدند۔

در تفکر ہر زمان از خود شدند

معنی: جسکی دل میں عشق پیدا ھوا وہ خود ھی "فاذکرونی ازکرکم" بن گیا اور فکر میں اس قدر محو ھوا کہ اپنی ھستی ھی کو بھلادیا۔

۱۰- عشق چوں رمز اناالحق نمود۔ ایں زیانہا جملہ عین سود بود

معنی: عشق نے جب انا الحق کا راز فاش کیا تو یہ تمام نقصانات نفع میں بدل گئے۔

۱۱- عشق چوں مشاط عشاق شد۔ صد ھزاراں دل ازو مشتاق شد

معنی: عشق نے جب عشاق کو زیب و زینت عطا کی تو اس سے لاکھوں دلوں کے اندر اشتیاق پیدا ھوگیا۔

سبحانی ما آعظم شانی۔ یہ بایزید بسطامی کا نعرہ ھے معنی میری ذات کتنی پاک ھے اور میری شان کتنی بلند ھے۔

فاذکرونی اذکرکم۔ یہ قرآن پاک کی آیت ھے معنی تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں۔





۱۲۔ چند گویم هرچہ بینی درجهاں۔ سربسر اے جاں! توآنرا عشق داں

معنی: میرے دوست! تجھے میں کہاں تک بتاؤں۔ دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے اسے عشق ہی سمجھ۔ سبحان اللہ اعلیٰ مراتب شاعر و عاشق۔

عشق اور عقل (از وصلت نامہ)

نوٹ:۔ یہ مثنوی وصلت نامہ پڑھنے کے قابل ہے۔

۱۔ عقل باشد غافلاں را رهنما ۔ عشق باشد عاشقاں را پیشوا

معنی: عقل غافلوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ اور عشق عشاق کا امام ہے۔

۲۔ عقل آنجا پرده دار ره شده۔ عشق آنجا راز دار شہ شده

معنی: عقل سالک اور منزل کے درمیان پرده ہے۔ اور عشق شہنشاہ حقیقی کا راز دار ہے۔

۳۔ عقل اندر ناتمامی باز ماند۔ عشق اندر کاروانے پیش راند

معنی: عقل ناقص ہونیکے بنا پر منزل تک نہیں پہنچ سکی۔ اور عشق اپنا قافلہ آگے لیجا رہا ہے۔



۴۔ عقل از تکلیف حق کامل شده است

عشق از تشریف حق قابل شده است

معنی: عقل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں انکے وجہ سے اسے کمال حاصل ہوا ہے اور عشق کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی شروع سے عزت و عظمت بخشی ہے۔





۵- جوہر عشق است بہر لامکاں- جوہر عقل است فعل ایں جہاں

معنی: عشق کا جوہر لامکان کیلئے ہے- اور عقل کا جوہر اس دنیا کیلئے ہے۔

اس واسطے عشق نامہ پڑھنا ضروری ہے-

چند ابیات در تعریف عشق

(از مثنوی وحدت نامہ)

۴۹- عشق تا سر چون بر آرد- اشک از دیدہ ببارد
زو بناموس نیارد- ہیچ جائے نگذارد
دانہ سبحہ نہ شمارد- در رہ حق بسپارد

معنی: جب عشق ظاہر ہوتاہے تو آنکھوں سے آنسو بہا دیتا ہے- نہ عزت کا خیال کرتا ہے اور نہ ہی کوئی گنجائش چھوڑ تا ہے- عشق تسبیح پھیرنا نہیں سکھاتا- بلکہ حق کی راہ میں جان قربان کرنے کیلئے تعلیم دیتا ہے۔

۵۰- عشق دارد دو نشانی- میکند ایں تن فانی
پس بقا باقی مانی- ایں اشارت من رانی
از حدیثات بخوانی- از پیغمبر سر دانی

معنی: عشق کی دو نشانیاں ہیں، پہلی یہ کہ جسم کو فنا کردیتا ہے اور دوسری یہ کہ پھر ابدی زندگی بخش دیتاہے۔ یہ من رانی کا اشارہ ہے اور تو حدیث نبوی سے بھی اسکی تصدیق کرسکتاہے- دراصل یہ ایک پیغمبری





راز ہے۔ حدیث شریف میں ہے "من رانی فقد را اللہ"
معنی: جسنے رسول خدا کو دیکھا، اسنے گویا اللہ کو دیکھا۔

۵۲- عشق دو کار بداند۔ اول از خود برهاند
سر بشمشیر براند۔ جز خدا هیچ نماند
بس بہ محبوب رساند۔ غیر خیالات براند

معنی: عشق دو کام کرتا ہے۔ پہلا یہ کہ اپنے آپ سے رہائی دلاتا ہے دوسرا یہ کہ تلوار سے سر کاٹ دیتاہے حتی کہ اللہ کی ذات کے سوائے اور کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد محبوب سے ملا دیتا ہے اوردیگر تمام خیالات کو دل سے نکال دیتا ہے۔

۵۳- عشق اعلی است امانت۔ اندران مستی و حالت
بود این راہ ہدایت۔ بکشد سر بملامت
ہست آن وہب وعنایت۔ اندر آن نیست ضلالت۔

معنی: عشق ایک بہت ہی بڑی امانت ہے۔ اس میں مستی و حال ہے اور یہی راہ ہدایت ہے۔ یہ خدا کی دین اور اسکا کرم ہے نہ کہ گمراہی۔

۵۴- عشق دریائی ہائل۔ کہ نمیدارد ساحل
غرق سازد ہمہ محل۔ زو گذشتن بس مشکل
دارد او سخت منازل۔ کند او قتل و مقتل

معنی: عشق ایک ایسا خطرناک اور ناپیدا کنار دریا ہے جو سب کو غرق کر دیتا ہے۔ اسے عبور کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اسکی منزلیں بڑی دشوار ہیں۔ جہاں قدم





قدم پر قتل گاہ ہے اور قتل ہوتے رہتے ہیں۔

۵۵- ہمچو منصور بدانی۔ تا بیا گر تودانی۔ شمس زو ہست نشانی
گم کند ایں انسانی۔ گشت زو سرمد فانی۔ سہل ایں راہ‌ندانی

معنی: اگر تجھ میں منصور جیسا حوصلہ ہے۔ تو بے دھڑک عشق کے میدان میں کود جا۔ شمس تبریز اسی عشق کا زخم خوردہ ہے۔ کیونکہ عشق انسانیت کو ختم کر دیتاہے۔ سرمد کو بھی اس نے ختم کیا تھا۔ اس لیئے اسے آسان نہ سمجھنا۔

۵۶- عشق دردل چو درآید۔ در فرحت بکشاید۔ صد سرود سراید
درد وہم ہجر فزاید۔ زو غم و سوز بزاید۔ جان وسر جسم بساید

معنی: عشق جب دل میں داخل ہوتا ہے تو خوشی اور مسرت کے دروازے کھول دیتاہے۔ سیکڑوں راگ الاپتا ہے۔ فراق کے وجہ سے درد بڑھتا ہے اور اس سے سوز و غم پیدا ہوتا ہے اور روح و جسم گھٹنے لگتا ہے۔

نوٹ: وحدت نامہ پڑھنے کے قابل ہے۔

از غزل بحر طویل

۲۳۵- درجہ عاشق زیادہ از ہمہ درجہ بداں
محو ذات اللہ شود در عاشقاں بشمار باش

معنی: تمام درجوں سے عاشق کا درجہ بہت بلند ہے۔ تو اللہ کی ذات میں محو ہو کر عشاق کی صف میں شامل ہوجا۔





٢٣٤. یک رتی محبت نکو از الفت من دوجہاں
در محبت محو شو- نی کبر من آثار باش

معنی: الله کے محبت کی ایک رتی دونوں جہان کی الفت کے ایک من پر بھاری ھے- لہذا تو الله کی محبت اختیار کر اور اسی میں محو ھوجا.

٢٤٤- رتبہ این فیض و عشق در لک ہزاران یک دو را
ہمچہ آنکس نیست ثابت قدم عشق آثار باش

معنی: عشق کا فیض لاکھوں ہزاروں میں صرف ایک یا دو کو حاصل ھوتا ھے.

نوٹ: یہ رند عاشق لاکھوں میں ایک تھے.

کافی

ترجیع بند: عشق ھے امام میرا- دیگر امام کیا ھے
میخانہ میں ہوا ہوں- جرہ یا جام کیا ھے

١- میں یار- یار میرا- اس میں نہیں تفاوت
انت معک انا معی- دیگر کلام کیا ھے

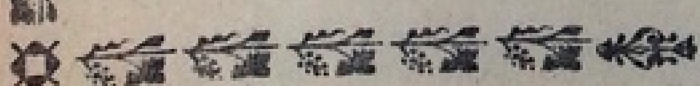
٢- وہی یسمع وبی یبصر- جانو یقین دل سے
ھم خانہ یار ھوجا- پٹنا پیغام کیا ھے

٣- جس جا ملا تکان نے- مجھکو سلام کیا
کہہ قافیا ھمن سوں- اس جا سلام کیا ھے

٤- تحقیق الحقیقت- معلوم ھے الله کو
صاحب "سچل" ھوا ھے- دیگر غلام کیاھے.



انت معک انا معی= وہ میرے ساتھ ھے اور میں انکے ساتھ ھوں. وبي یسمع وبی یبصر= سننے والا وہ ھے اور دیکھنے والا وہ ھے. پٹنا= بھیجنا، ھمن سوں= مجھے.



در ثنا حضرت عشق

(چند اشعار از دیوان آشکار)

۱- هر کجا تعریف حسن یار نیست۔ مجلس آں شد ہمہ مردارہا

معنی: جس محفل میں حسن یار کی تعریف نہ ہو وہ محفل بیکار ہے۔

۲- جز عشق نبود کار ما از دست شد اختیار ما
از کفر و دین بیزار ما پرسی چہ از ما قاضیا

معنی: اے قاضی مجھ سے کیا پوچھا ھے مجھے عشق کے سوائے کوئی کام نہیں- میں دین اور کفر دونوں سے بیزار ہوں۔

۳- شیخی و پیری بزرگی نیست در کارم مگر
راہ رندی عاشقی بگرفتہ ام از ابتدا

معنی: میں نے تو شروع ھی سے عاشقی کا راستہ اختیار کیا ھے۔ مجھے شیخی، پیری اور بزرگی سے کیا کام ھے۔

۴- عشق شاہ است و عقل چوں رعیت۔ تاز گیرد از او بزور خراج

معنی: عشق بادشاہ ھے اور عقل رعیت ھے۔ اس لیئے عشق عقل سے بزور ٹیکس وصول کرتا ھے۔

۵- عاشقاں باشند در سوز و گداز- زاھداں ھستند در روزو نماز

معنی: عاشق تو محبوب کی یاد میں سرگرداں ھیں- اور زاھد روزہ و نماز میں مشغول ھیں۔



۶- ما سبق خواندیم از دیوان عشق۔
هست در هر دو جهان سلطان عشق

معنی: مین نے تو عشق کے دیوان سے سبق پڑھا ہے۔ عشق ہی دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔

۷- در مدرسہ عشق۔ سبق عشق بخواندیم
جز عشق نباشد رخ در هیچ کتابیم

معنی: میں عشق کے مدرسہ میں عشق کا سبق پڑھا ہے۔ عشق کے سوا کسی کتاب کی طرف میرا رخ بھی نہیں ہے۔

۸- از تقویٰ و از ورع هم از زهد چه دانیم
شب و روز مرا کار کہ با چنگ ربابیم

معنی: مین زهد، تقویٰ اور عبادت نہیں جانتا۔ مین تو دن رات گانے بجانے میں مشغول ہوں۔

۹- من مست شرابیم شرابیم شرابیم۔ سلطان جهانیم بنظر خلق خرابیم

معنی: میں مست شرابی ہوں اور دنیا کی نظر میں برا ہوں لیکن میں جہان کا سلطان ہوں۔



۱۰- عشق را دانی کہ باشد نور پاک
هر کسی را عشق باشد پس چه باک

معنی: عشق نور پاک ہے۔ عاشق کو پھر کس بات کا ڈر ہے۔

۱۱- گر یک قدم عاشق رود محبوب آید صد قدم
این حرف را از بزرگان باگوش دل شنیده ام





معنی: میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر عاشق ایک قدم محبوب کی طرف آگے بھرتا ہے تو محبوب ایک سؤ قدم عاشق کے طرف نزدیک آتا ہے۔

۱۲- گذشتہ عمر ما هفتاد و یکم۔ ولی از غمزه عشقش نوجوانم

معنی: میری عمر ۷۱ سال کی ہو گئی ہے۔ لیکن عشق کے وجہ سے میں نوجوان ہوں۔

۱۳- قربان شوی بر آن "آشکارا"۔ آنکس کہ عشق او امامت است

معنی: جس نے عشق کو اپنا امام بنایا ہے۔ اے آشکار تم اس پر قربان ہوجا۔

در ثنا حضرت عشق

چند اشعار از مثنوی رازنامہ

۱- عشق ذات حق بدانی ای پسر۔ کئی بغیر درد یابی این خبر

معنی: میرے بیٹے عشق کو ذات حق جان۔ لیکن درد کے بغیر یہ خبر تجھے معلوم نہیں ہوسکتی۔

۲- عشق در گیری فراموش کن سبق۔ تابفرمانت شوند آن نہ طبق

معنی: عشق حاصل کر اور سب باتوں کو بھول جا۔ تا کہ نو طبق تیرے تابع فرمان ہوجائیں۔

۳- عشق گیری ز شیخی کن گذر۔ رند باشی مست باشی بی‌حذر

معنی: شیخی چھوڑدو اور عشق حاصل کرو۔ بلا جھجھک رند اور مست ہو جا۔

۴- عشق سلطان است در هر دو جهان
می برد او از مکان تا لامکان



معنی: عشق دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔ وہ تجھے زمین سے لا مکان تک لے جائیگا۔

۵۔ نیست کار عشق تا ہر بوالہوس
قدر این را عارفاں دانند و بس

معنی: عشق بچوں اور کود کوں کا کام نہیں ہے۔ عارفان حق ہی اس کی قدر جان سکتا ہے۔

۶۔ عشق پیراں را جوانی میدھد۔ ناتواں را توانی میدھد

معنی: عشق بوڑھوں کو جوان بنا دیتا ہے۔ ناتوان کو توانائی بخشتا ہے۔

۷۔ او تعالیٰ عشق مارا تحفہ داد۔ در وجودم علم عشاقی نہاد

معنی: اللہ تعالیٰ نے عشق مجھے تحفہ طور عطا کیا ہے۔ اور عشاقی کا علم میرے وجود میں رکھ دیا ہے۔

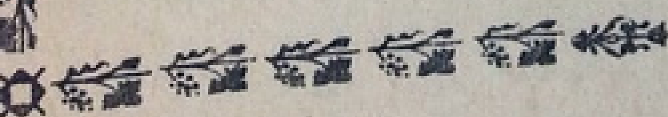
سرمست روز الست کی جو بھی تصنیفات ہے اس میں عشق کی بے انتہا تعریف ہے۔ اتنی تعریف لکھنے کی کسی اور شاعر کو اہلیت ہی نہیں ہو سکتی۔

در ثنا حضرت عشق

(سردار بہادر محمد بخش بتخلص کوجھی)

کافی

ترجیح بند: عشقا قسم خدا کی۔ توھی امام میرا
دونوں جہان میں توھی۔ مطلب تمام میرا





۱- تیرے لئے اے عشقا- در در میں پھر رہاھوں
دم دم درازی در پہ- سجدا سلام میرا
۲- اقرار میں الستی- ہرگز کبھی نہ بھولا
واللہ وفا کروں گا- ازلی انجام میرا
۳- مدت سے بیوطن ہوں- در در بھٹک رہاھوں
اب بساز لا مکانم- کر دے مقام میرا
۴- کر دے جسم فنائی- ہو ذات میں ھکائی
وحدت میں ہو ٹھکانا- شاھا مدام میرا
۵- اصلی تو تھا خدا میں- انسان بنکے بھولا
واپس مجھے دلا دو- عشقا حکام میرا
۶- لاکھوں نے فیض پایا- چھوڑو نہ ایک بچارہ
مدت سے کھہ رہا ہوں- سن لے کلام میرا
۷- کوجھی تمھیں مبارک مطلب تمام ہو گیا
بس ھے کہ یار بولا- کوجھی غلام میرا۔

در ثنا حضرت عشق

(قاضي علي اڪبر بتخلص غلام اڪبر)

ڪافي

ٿلهه: آيو عشق حضرت- سرتيون سرتي ڪاهي
ڪنيون مان خوشيءَ سان- سو چشمن تي چائي

۱- عشق جي اچڻ سان- ڏکيو درد ڏونهون
وئي ٻاهه وچڙي- چوان ڇا ٻڌائي





۲- عشق جي آتش ۾- تکو تاۀ تجلو
جگر جان جيرو- چڏيو جنهن جلائي

۳- وڻي ننڊ نيڻن جي- آيو روج راڙو
عقل هوش تنهن دم- ويو موڪلائي

۴- منهنجو دين ايمان- آهي عشق حضرت
موئي امام منهنجو- سوئي الله آهي

۵- "غلام اڪبر" احقر- ڪري عجز آزي
مون سان عشق هر دم- ناتو ٿل نبائي.

سچل سرمست مصنف اعظم

سچل سرمست کی تصنیفات سندھی اور فارسی میں حسب ذیل ھیں:

سندھي

۱- وحدت نامہ ۲- مرغ نامہ ۳- قتل نامہ ۴- جھولنہ ۵- گھڑوبی. اس کے علاوہ سندھی کلام سندھی ادبي بورڈ کی طرف سے عثمان علی انصاری نے شایع کیا ھے اور سرائکی و اردو مولوی محمد صادق صاحب نے شایع کیا ھے. وہ ادبی بورڈ آفیس حیدرآباد سے مل سکتی ھیں.

فارسي

۱- دیوان آشکار- یہ کتاب پھلی بار سر میر علی مراد خان ٹالپور والے ریاست خیرپور نے شایع کی تھی اور دوسری مرتبہ دیوان ولبداس ڈپٹی کلیکٹر صاحب شکارپور نے شایع کی تھی



اور تیسری مرتبہ ایم۔ڈی لالا صاحب نے سچل سرمست اکیڈمی لاہور کی طرف سے شایع کی ہے۔ ۲۔ مثنوی عشق نامہ ۳۔ مثنوی درد نامہ ۴۔ مثنوی گداز نامہ ۵۔ مثنوی تار نامہ ۶۔ مثنوی وحدت نامہ ۷۔ مثنوی رہبرنامہ ۸۔ مثنوی وصلت نامہ ۹۔ غزل بحر طویل ۱۰۔ مثنوی راز نامہ۔

اس تصنیفات سے نمبر دو سے نو تک راقم الحروف نے شایع کرائی ہیں اور نمبر دس زیر طبع ہے۔ اس قادر الکلام شاعر دیوان آشکار کے علاوہ دیوان خدائی بھی فارسی زبان میں اور فارسی نثر میں طالبون کے لیئے تلقین بھی لکھی گئی ہے۔ انشاالله اگر میں زندہ ہوں تو یہ سب تصنیفات عنقریب شایع ہونگی۔ فارسی زبان میں اتنی تصنفات خود فارسی شعراء کی بھی نہیں ہو سکتی دنیا بھر میں ایسا کوئی شاعر نہیں ہے جس کی اتنی تصنیفات موجود ہوں۔

قدر زر زرگر بداند۔ قدر جوہر جوہری۔

سچل سرمست معلم اعظم

سرتاج الشعرا حضرت سچل سرمست کا کلام جو الہامی حیثیت رکھتا ہے وہ طالباں مولیٰ کے لئے مشعل راہ کا کام دیتا ہے جس میں عرفان الاہی تمام رموز آشکار ہوئے ہیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد معرفت الاہی سے روشناس ہونا ہے اور اس سرمست نے بھی اپنے تمام کلام کے اندر یہی بات بتائی ہے۔

جس طرح ایک قابل مگر مشفق استاد اپنے شاگردوں کو سمجھانے کے لیئے اور ان میں تعلیم کا شوق اور رغبت پیدا کرنے کیلئے انوکھے، جاذب، مؤثر سہل اور دلکش مثالیں پیش کرتا ھے اور ان کے دل میں اپنی محبت بیدا کرنے کیلئے ان کو بھائی، بیٹا، دوست، شاگرد، جوان، محترم غرضیکہ چیدہ چیدہ الفاظ سے مخاطب ھوتا ھے اس طرح اس معلم اعظم مشفق اور مہربان استاد نے بھی طالبان حق کے سمجھانے کیلئے کمال کردیاھے. یہی تمام حقیقت مثنوی تارنامہ، مثنوي گداز نامہ، وحدت نامہ اور وصلت نامہ کے اندر واضح طور عیان ھے دنیا میں ایسا کوئی شاعر نہیں ھے جو اس قسم کی تعلیم دے سکتا. چند ابیات مثنوي گداز نامہ، مثنوي وحدت نامہ اور مثنوي وصلت نامہ سے پیش کئے جاتے ھیں.

مثنوي گداز نامہ

موضوع نمبر ۱- (برف)

۱- برف آرد روئی بسوئی آفتاب
می گدازد محو گردد گشت آب

۲- چون هستی خود بیاید برف گشت
چون گدازد برف از هستی برفت

۳- بعد از آں آب شد برف رفت
گاهی جاري آب گاهی برف گشت

۴- آب بستہ همچناں چوں بندہ است
آب جاری خواجہ فرخندہ است

۵- جسم و جاں در راہ مولیٰ کن گداز
تا شوی در هر دو عالم سرفراز

موضوع نمبر ۲- (فانوس)

۱- همچو فانوس هست جسمت ای پسر
شد چراغ نور جانت سر بسر

۲- اندرونش شد چراغ آں نهاں
پارہ کن فانوس را تو ای جواں

۳- تا شود پیدا چراغ افروز جاں
دور کن تن و جسم را زاں میاں

موضوع نمبر ۳- (بیضہ)

۱- تا کہ بچہ مرغ در بیضہ بود
آن کجا سوئے هوا بالا پرد

۲- بعد مدت چونکہ بیضہ شکند
مرغ در پرواز آید پر زند

۴- پس بود آں مرغ صاحب اختیار
تا کند پرواز هر سو هر دیار

۴- اے پسر ایں جسم چون بیضہ شکن
تا کنی پرواز سوئی ذو المنن



موضوع نمبر ۴- (چاه کندیدن)

۱- با ارادت چــاه کندیدن بود
آب نادیده که در دیدن بود

۲- کن بود بیروں کشیدن اے پسر
بعد ساعتي آب آیــد در نظر

۳- ایں بود برغیب آوردن یقین
تا کشیدن آب بیروں از زمیں

۴- ایں حجاب گل بکش بیني خدا
آں خدا پنہاں شــد اندر روا

اردو معنی

موضوع نمبر ۱- (برف

۱- اگر برف سورج کے سامنے رکھینگے تو برف پگھل جائیگی اور پانی ھوجائیگی.

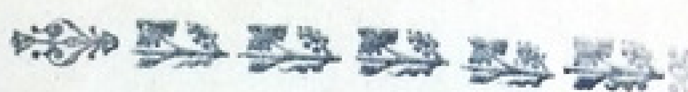
۲- جب ان کی ھستی قائم ھے تو وہ برف ھے جب ان کی ھستی مٹگئی تو وہ پانی کی شکل میں تبدیل ھو گئی.

۳- پھر وہ پانی بن گیا اور برف پگھل گئی- کبھی پانی ھوتاھے کبھی برف ھوتی ھے.

۴- برف انسان کی مثل ھے اور پانی خالق حقیقی کے مثل ھے- تم اپنا جسم و جان الله کے راہ میں فنا کرو کہ تم دونوں جھان میں سر فراز ھوجاؤ.







موضوع نمبر ۲- (فانوس)

۱- میرے بیٹے! تمہارا جسم فانوس کی طرح ہے اور تمہاری جان شمع کے نور کی طرح ہے۔

۲- تمہارے جسم میں وہ نور پوشیدہ ہے اس لیئے تم اپنے جسم کو فنا کردو۔

۳- تب وہ روشن بتی ظاہر ہوجائیگی اس لیئے تم اپنے جسم کو مٹادو۔

موضوع نمبر ۳- انڈے

۱- جب تک پنچھی کا بچہ انڈے کے اندر بند ہے تو وہ کس طرح ہوا میں اڑ جائیگا۔

۲- جب وہ انڈا توڑ کر باہر آتا ہے تب وہ پر سے اڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

۳- اسکے بعد وہ پنچھی جہاں چاہے اڑ جاتا ہے۔

۴- میرے بیٹے! تم اپنے جسم کو انڈے کی طرح توڑ دو پھر تم اللہ کی طرف اڑ سکتے ہو۔ (سبحان اللہ)

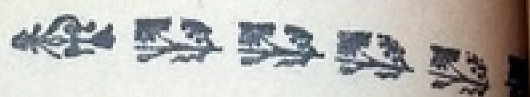
موضوع نمبر ۴- (کنوے کا کھودنا)

۱- پانی ملنے کے توقع سے کنواں کھودا جاتا ہے۔

۲- میرے بیٹے! مٹی کو باہر پھینکنے کے بعد اندر سے پانی نظر آتا ہے۔

۳- غیب پر یقین ہے کہ مٹی کھودنے کے بعد اندر سے پانی ضرور نکلیگا۔





۴- تم وہ مٹي کا پڑدا هٹادو کیونکہ اندر اللہ کي ذات پوشیدہ هے۔ وہ تجھے نظر آجائیگی۔

مثنوی گداز نامہ پڑھنے کے قابل هے۔

از مثنوي وصالت نامہ

۱- اے ز وحدت کثرت بین۔ قند و مصری و شکر بین
در اصل نیشکر بین۔ زو همیں هر اثر بین
هست یکساں نہ دیگر بین اے پسر کن تو نظر بین

معنيٰ: میرے بیٹے! دیکھہ کثرت وحدت سے هے۔ تجھے جو گڑ مصری اور شکر نظر آتی هے وہ در اصل گني هی سے هیں۔ اور اسکے مختلف روپ هیں۔ انہیں ایک هی سمجھ ایک دوسرے سے مختلف نہ سمجھہ۔ اور آپ اچھی طرح سے غور کر۔

۲- هست اول یکدانہ۔ زوہ ست پیدا صد دانہ۔ شجر و شاخ عیانہ
برگ و میوہ بردانہ۔ هست ایں جملہ بہانہ۔ دانہ وحدت فرزانہ

معنيٰ پہلی ایک دانہ تھا۔ اس سے سیکڑوں دانے پیدا هوئے۔ درخت اور اسکے شاخیں هوئیں۔ پتے اور میوے هوئے۔ یہ سب ایک بہانہ هے۔ اصل مین وهی ایک دانہ هے۔



۳- اے تو دراصل طلا دان۔ زو زیو راں نما دان
بہ هریک اسم روان دان۔ اسم داران فنا دان
اصل را همچو بقا دان۔ نہ همیں دان نہ همان دان

معنيٰ: سونا دیکھہ اس زیور بنے۔ هر زیور کا نام الگ



الگ رکھا گیا یہ نام عارضی اور فانی ہے۔ اصل میں سونا ہی مستقل اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ لہذا تو ان زیوروں کو صیح سمجھ۔

۴۔ شد ظرف از گل پیدا۔ چون سبو کوزہ ہویدا
گل دران شد ناپیدا۔ چون سیاہ سرخ سفیدا

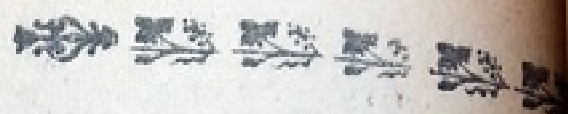
معنی: مٹی سے برتن بنے۔ گھڑے اور کوزے بنے بظاہر مٹی دیکھنے میں نہیں آتی۔ بلکہ صرف برتن ہی نظر آتے ہیں جو مختلف رنگوں کے ہیں۔

۵۔ پنبہ دان را تو بدانی۔ گشت صد پارچہ زانی
جامہ دستار چنانی۔ پوشی دادہ بجہانی
چہ عیانی چہ نہانی۔ ہمہ سر ست سبحانی

معنی: روئی کا تو سمجھ بنا ہے۔ جس سے سیکڑوں کپڑے تیار ہوتے ہیں مثلا کرتہ اور دستار وغیرہ۔ جنہیں لوگ پہنتے ہیں یہ سب قدرت کے راز ہیں۔ ظاہر خواہ پوشیدہ۔

۶۔ چشمہ ہائے پر ز آب استہ کہ اندرونش مہتاب است
عکس دران آفتاب استہ بر مکان اصلی تاب است
چشمہ فانی ہو بر آب استہ این ز اسرار جواب است

معنی: تالاب کو دیکھئے جس میں چاند بھی نظر آتا ہے۔ اور اس پر سورج کا عکس بھی پڑتا ہے۔ حالانکہ چاند اور سورج اپنے اصل مکان پر ہیں۔ تالاب فانی ہے۔ اور یہی اس راز کا حل ہے۔



۷- پاک ذات اندرون تو- گم گشتی و شوی او
من نیم اوست همیگو- هست آں احد مدان دو
دست از خویشتن شو- راست گفتم بیان نو

معنی: وہ ذات پاک تیرے اندر ھی ھے- تو اپنے آپ کو گم کردے اور " وھی " ھوجا- یہ میں اپنی طرف طرف سے نہیں بلکہ اسی کے کہنے پر کہہ رھا ھوں- اسے دو نہ سمجھ وہ ایک ھی ھے تو اپنے آپ سے دست بردار ھوجا- یہ میں نے نئی لیکن سچی بات کہدی ھے۔

۸- چند گویم کلامی- تم سازیم تمامی
فھم بفھم پیامی- خواص خواند نہ عوامی
تا ازیں نامہ و نامی- ایں "خدائی" است غلامی

معنی: اس سے زیادہ اور کیا کہوں- میں تو سب کچھ کہہ چکا ھوں تو میرے پیغام کو سمجھ- میرا یہ پیغام خواص کے پڑھنے کے قابل ھے- عوام کے نہیں- یہ "خدائی" غلام ھے۔

اس فخر سندہ قادرالکلام شاعر نے اپنے اشعار میں بار بار فرمایا ھے کہ میرا کلام خواص کے پڑھنے کے قابل ھے عوام کی اسکے مطالب و معانی تک رسائی ھو نہیں سکتی- اور یہ حقیقت ھے کہ سرمست کا کلام پڑھنا اور اسے سمجھنا ملاؤں، طالب العلموں، اور بچگانہ ذھنیت رکھنے والوں کا کام نہیں ھے. یہ ایک مرد حق آگاہ کا کلام ھے جسے صرف رند مشرف اھل دل ھی سمجھ سکتے ھیں۔



از غزل بحر طویل

۲۰۳- مشق بر سینہ محمد در قلب اسم اللہ
ساز دائم درحضور آں سیدالابرار باش

معنی: اپنے سینے پر اسم محمد کو منقش کر اور قلب میں اسم اللہ کی مشق کر اور ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کا تصور کرتا رہ۔

۲۰۶- کن طواف ایں کعبہ دل را دائم ہفت و سہ بار
مشق اسم اللہ محمد در بروں نظارا باش

معنی: ہمیشہ کعبہ دل کا سات بار طواف کیا کر دل میں اسم اللہ کی مشق اور سینے کے اوپر اسم محمد منقش کر۔

۱۰۸- سیر کن در باغ جسم ایں بین خدا در خانہ دل
نی بمثل ہوسنا کاں کوبکو بازار باش

معنی: تیرا جسم ایک باغ ہے اس کی سیر کر اور اپنے خانہ دل میں خدا کو دیکھ لے۔ لیکن بوالہوسوں کی طرح گلیوں اور بازاروں میں نہ جا۔

۲،۲۸- با تصور حق محمد دم ز دم خالی مکن
مستغرق شو چناں بے جسم خود اختیار باش

معنی: ہر سانس حق کے تصور اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ لے اور ایک سانس بھی اس عمل کے بغیر خالی نہ جانے دے اور اس



عمل میں اس قدر محو اور مستغرق ہوجا کہ آخر کار تجھے جسم کی حاجت باقی نہ رہے۔

۲۲۶۔ مشک از آب دریاہ پر کردہ رخ او بند کن
باز در دریا فگن بکشا ھماں انجار باش

معنیٰ: مشک کو پانی سر بھر کر اسکا منہ بند کردے اور پھر اسے دریا میں ڈال کر اس کا منہ کھول دے تو پانی پانی کے ساتھہ مل جائیگا اور ہر طرف پانی ھی پانی نظر آئیگا۔

۲۲۷۔ مشک ایں جسمت بود آب است حق اے طالبا
پارہ کن ایں مشک خاکی تا تو ماءَ اعیار باش

معنیٰ: اے طالب! یہ مشک تیرا جسم ھے اور پانی ذات حق۔ تو اس مشک کو ٹکرے ٹکرے کردے تو صرف پانی رہ جائیگا۔

۲۴۸۔ صدف چوں شکستہ شود زاں بیدا شود در بی‌بہا
بشکن ایں صدف جسم و نفخت دم اظہار باش

معنیٰ: سیپ جب ٹوٹتی ھے تو اس میں سے ایک بے بہا موتی نکلتاھے۔ تو اس جسم کی سیپ کو توڑ کر اس میں سے روح کا موتی نکال۔ سبحان اللہ۔



سچل سرمست فیلسوف اعظم

سچل سرمست کا فلسفہ ھے "خود شناختن" یعنی اپنے آپ کو پہچاننا۔ امام العاشقین حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد اعلیٰ ھے



"من عرف نفسه فقد عرف ربه" یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔ اس طرح سرمست کا بھی قول ہے۔

آں کس کہ شناخت خویشتن را
دانی کہ یافت ذوالمنن را

معنی: جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے گویا اللہ کو پایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرمایا "و نفخت فیه من روحه" یعنی میں نے اس آدم میں اپنی روح پھونکدی ہے اور ملائک کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سچل سرمست نے بھی اس طرح اپنی مثنوی "عشق نامہ" میں فرمایا ہے "خانہ آدم را بخود آباد کرد" معنی آدم کے گھر کو اپنی ذات سے آباد کیا۔ یعنی آپ آکے اس میں بیٹھے سجدہ صرف اللہ کی ذات پاک کے شایان شان ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی ذات آدم میں سماگئی تو وہ سجدہ در اصل ذات باری کو کیا گیا۔

یہ ہی وہ شرف ہے جو انسان کو عطا کیا گیا ہے اسلئے انسان کو چاھیئے کہ اپنی اصلیت کو سمجھ لے وہ کون ہے اور کس کام کیلئے آیا ہے۔ سچل سرمست بار بار کہتا ہے کہ تم آدم نہیں ہو تم خود ذات پاک ہو۔ اس لئے تم خود شناسی کرو۔ آپ نے اپنے دیوان آشکار میں فرمایا ہے:

۱۔ خود شناس و خود شناس و خود شناس
دور کن از خویشتن ایں خاکی لباس

2558



معنیٰ: تم اپنے آپ کو پہچان۔ اپنے آپ کو پہچان۔ اپنے آپ کو پہچان۔ اور اپنا خاکی لباس (جسم) اپنے آپ سے علحدہ کر دو۔

۲- بیقدر خود را نمودی۔ خویشتن را فہم کن
غیر حق تو نیستی۔ عالي قدر خود را شناس

معنیٰ: تم نے اپنے آپ کو بیقدر بنا دیا ھے۔ اپنے آپ کو پہچان تو اللہ کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اے محترم! اپنے آپ کو پہچان۔

۳- اگر خود را خدا دانی خدائي
وگر خود .را گدا داني گدائي

معنیٰ اگر تم آپ کو خدا جانو تو تم تحقیق خدا ھو اگر آپ کو گدا (بندہ) سمجھتے ھو تو تم بندہ ھي رہ جاؤ گے۔

۴- خویش را شناس۔ در گل گوھر است
ماہ پنہاں کئی شود۔ زیر غلاف

معنیٰ: تم اپنے آپ کو پہچان کہ مٹي میں گوھر پوشیدہ ھے چاند پردے کے اندر کیسے چھپ سکتا ھے۔

۵- ھر کہ اصل خود را می شناسد۔ شود آگاہ او از معما
معنیٰ: وہ جو اپنے اصلیت کو سمجھتا ھے وہ اس معمہ کو حل کرسکتا ھے۔

آپ نے سندھي کلام میں فرمایا ھے:

پاڻ سڃاڻ ھت آھيو آھي ہاروچو۔ کم نہ ھیس کو ہیو







معنی: وہ پاک ذات اس دنیا میں صرف اپنے آپکو پہچاننے کیلئے آیا ھے ورنہ اسکو اور دوسرا کوئی کام نہیں تھا۔

از غزل بحر طویل

۱۷۹- مرگ دائم یاد داری درجہ موتوا قبل گیر
من عرف ایں نفس پس شناخت حق ھوشیار باش

معنی: ھمیشہ موت کو یاد کیا کر اور موتوا قبل ان تموتوا پر عمل پیرا رہ- اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے راز کو سمجھ۔

۱۹۶- دم شناسی خویش را من عرف نفس ایں امر شہ
جز شناسی کور کاذب چوں صراف عیار باش

معنی: تو اپنے سانسوں کی قدر قیمت کو پہچان کیونکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا راز یہی ھے- اور یہی شہنشاہ کا فرمان ھے- معرفت کے بغیر انسان اندھا ھے تو صرافوں کے طرح اپنے اندر پرکھنے کی صلاحیت پیدا کر۔

۲۱۴- ھر کہ ایں جا دید آں در ھر مکان بینا بود
ورنہ اعمی می شوی از دیدہ دل انوار باش

معنی: جس نے ذات کا مشاھدہ اس دنیا میں کرلیا وہ آخرت میں بھی اسے دیکھ سکے گا اور جس نے یہاں نہیں دیکھا وہ وھاں بھی نہ دیکھ سکے گا- لہذا تو اپنے دل کی آنکھیں کھول۔



۲۱۵- در بہ بیں بیروں مبیں آخر بیابی در قلب
در بحر بیچوں گم شو- پس تو بحر بیچون باش

معنی: باھر نہ دیکھ اندر دیکھ- آخر کار تجھے اپنے قلب کے اندر ھی نظر آ جائیگا- بحر بیچوں میں غرق ھوجا تو خود بھی بحر بیچوں ھوجائیگا۔

(نوٹ: موتوا قبل ان تموتوا- یعنی مرنے سے آگے مرجا)

الیاس حقیقی

سچل سرمست کا دریائے فیض ھمیشہ جاری رھا اور اب بھی جارے ھے۔ انکے جود و عطا کے بحر بے پایاں سے کئی سالک و طالب بھرہ ور ھوئے جن میں سے ۱- فقیر نانک یوسف ۲- فقیر محمد یعقوب ۳- فقیر سید دین شاہ ۴- فقیر محمدصالح قادری ۵- فقیر محمد صلاح پہو ۶- فقیر سید خیر شاہ ۷- فقیر غلام حیدر شاہ ۸- فقیر گھرام جتوئی ۹- فقیر عثمان چاکی ۱۰- فقیر ھزھائینس سر میر علی مراد خاں ٹالپور والی ریاست خیرپور کے اسمائے گرامی قابل ذکر ھیں۔ یہ تمام سالک وطالب صاحب ولایت اور شاعر گذرے ھیں۔ ان مین سے بعض کے مسندیں اب بھی قائم ھیں۔ اسلئے آپکو الیاس حقیقی کہا جاتا ھے۔ یعنی جو بھی طالب انکی خدمت میں رھا وہ لوھے سے سونا بن گیا۔

آپ نے فرمایا ھے:

گر بخواھی میشوم واقف از ایں اسرار راز
پس بکن با صدق دل روئے بسوئے شاہ دراز

معني: اگر تم چاهو کہ تم الله تعالي کے راز سے واقف هوجاؤ تو فورا صدق دل سے دراز شریف طرف آجاؤ۔ اور ایک جگہ فرمایا هے:

طالب کسی نیست کہ آید سوئے ما
تا ز باغ۔ عشق گیرد بوئے ما

معني: ایسا کوئی طالب نهیں هے جو میرے طرف آجائے اور میرے عشق کے باغ کی خوشبو سے معطر هوجائے۔ ایسا کوئی شاعر نهیں هوا هے جس نے اس طرح فیض عام کی دعوت دی هو۔ "سدا حیات" شاعر اسکو کہا جاتا هے جسکا فیض عام همیشه هر خاص و عام کیلئے جاری رهے.

سچل سرمست کے پشت میں سے سلطان العاشقین سراج السالکین حضرت سخی قبول محمد ثانی سچل سنہ ۱۸۴۲ع میں پیدا هوئے وه محی العشق بن کے آئے اور عشق کو از سرنو زنده کیا آپکے فیض و سخاوت سے هزاروں لوگ بهره ور هوئے جن میں سے ۱۔ سید خیر شاه ۲۔ میاں خدابخش فاروقی ۳۔ فقیر عبد الرحمان ۴۔ فقیر ڈنل ساکن گنداواه بلوچستان کا اسم گرامی قابل ذکر هیں. یہ سب صاحب۔ ولایت تهے اور انکے مسندین بهی اب تک قائم هیں. اور هندوں میں سے ایسر فقیر تها جو صاحب۔ بصیرت تها۔ ان سب کا ذکر کتاب "دولهہ درازي" میں آیا هے.

سخی صاحب نے اپنے مریدوں کا ایک ٹولا بنایا تها جسکا

نام "حسینی ٹولا" ہے۔ ان میں جو فیض یاب تھے انکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱- خلیفہ رسول بخش ۲- فقیر ہادی بخش ان دونوں کے عالیشان مقبرے شکارپور میں موجود ہیں- ۳- آغا غلام النبی صوفی ساکن شکارپور (خانصاحب آغا عبد النبی خان رٹائرڈ کمشنر کا بڑا بھائی) ۴- سردار بہادر محمد بخش کوجھی فقیر انکا عالیشان مقبرہ حیدر آباد میں ہے۔ اور ماسٹر احمدعلی فقیر یہ سب صاحب بصیرت اور شاعر تھے۔

اور ہندستان کے اندر حسب ذیل طالبان حق تھے:

(۱) نما نا فقیر جسکے بڑودے میں چند مرید تھے-

(۲) بابو کشنچند فقیر کے بھی بمبئي میں چند مرید ہیں۔

(۳) مولچند گیانی فقیر بار- ائٹ لا جو بمبئي میں رہتے ہیں، اور اب تک زندہ ہیں- انکے بھی بہت مرید ہیں- انکے مریدون میں سے مس کومی ٹرویڈی سہ ماہ انگلش رسالہ بنام Life Eternal کی ایڈیٹر ہیں۔ وہ ایک اعلیٰ معیار کا رسالہ ہے ایڈیٹر صاحبہ مہربانی کر کے مؤلف کو بھی باقاعدہ رسالہ بھیجتي رہتی ہے۔ مرشد ہو تو ایسا ہو۔

سخی صاحب نے سنہ ۱۹۲۴ع میں وفات کی۔ آپکی سوانح حیات مؤلف نے قلمبند کی ہے۔

دعوت عام از بحر طویل

۱۸۳- گر بخواهی فیض گیرم روبہ عبد الحق دراز
در کشاید دل دماغت سوئی آن تیار باش

معنی: اگر فیض حاصل کرنا چاهتا هے تو حضرت پیر عبدالحق کی خدمت میں دراز شریف جاکر حاضر هوجا تاکہ تیرے دل و دماغ کو روشن کردے۔

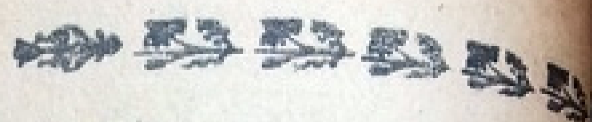
۱۸۴- تا بتو بدهد پیالہ عشق را ای طالبا
دائما از نشہ او در هر مکان بخمار باش

معنی: اور تجھے بادہء عشق کا جام پلادے اور پھر تو جهاں بھی جائے همیشہ اس سے کیف میں مخمور هو۔

اسکے علاوہ خاص قابل توجہ حقیقت یہ هے کہ درگاہ دراز شریف میں پلصراط اور بهشتی دروازے بنے هوئے هیں جس کیلئے یہ فرمان هے کہ اگر کوئی شخص اس پلصراط سے گذر جائیگا انکو آگے والی پلصراط سے نجات ملیگی۔ اور جو بھی شخص اس بهشتی دروازے سے اندر جائیگا وہ حقیقی بهشت کا مستحق بن جائیگا۔

سچل سرمست عالمی شاعر

دیگر شعراء نے صرف سسئی پنهوں، هیر رانجهو، جام اور نوری کا تعارف کرایا هے اور انکی شاعری اور انکا علم یهیں تک محدود هے۔ لیکن اس عالمی شاعر کی شاعری لا محدود هے اور اس نے دنیا بھر کے عشاق اور شعراء کا تعارف کرایا هے اور انکی انسیت تمام عالم کے عشاق کے ساتھ یکساں هے اسی طرح انکی دیگر تصنیفات مثلا گداز نامہ مین همالیہ پهاڑ کا ذکر هے اور مثنوی رهبر نامہ میں غزنی، نیاز شهر، قوال



شہر اور ملک شام کے بعض شہروں کا ذکر ھے اور مثنوي وصلت نامہ میں جملہ انبیاء اور اولیاء کا ذکر ھے۔ اسکے علاوہ حسب ذیل عشاق کا ذکر ھے۔ لقمان سرخی، بہلول، شیخ جنید بغدادی، شیخ شبلی، منصور حلاج، شمس تبریز، مولانا جامی مولانا رومی، شیخ فریدالدین عطار وغیرہ۔

اسکے علاوہ آپ نے اپنے دیوان آشکار مین حسب ذیل عشاق کی فہرست اور انکے کارنامے دکھائے ھیں۔

١۔ در دو عالم بادشاہ عشق سیار آمدہ
گہ بہ برھمن گہ بہ مسلم۔ گہ بکفار آمدہ

٢۔ نعرہ اناالحق زدہ **منصور** بر سردار شد
تغ عشقش ناگہاں بر **شیخ عطار** آمدہ

٣۔ تاکہ از لاھور **سرمد** رفت و در دھلی رسید
سر برانیدہ ز خود تکرار بیزار آمدہ

٤۔ در طریقے عاشقی۔ **صنعان** برفت خویشتن
کرد سبحہ برطرف۔ در زیر زنار آمدہ



٥۔ شاہ شرف الدین قلندر۔ **بو علي** سردار عشق
یار قاتل او ببین۔ از ملک تاتار آمدہ

٦۔ **نجم الدین** کبرا و **عبداللہ** ھروے ھردو یار
قتل گشتہ آں نیزہ۔ عشق در کار آمدہ

٧۔ عشق سلطان واقع۔ با **شمس تبریز** چہ کرد
پوست از جسم جدا کردہ۔ بدیدار آمدہ



۸- در خراسان بود عاشق- نام عبدالخالقش
او در مجموع علماء- دان گرفتار آمده

۹- خواجہ بوالعباس- بامنصور بوده همرفیق
اندریں میدان عشقش- یار با یار آمده

۱۰- شیخ ھیکل بود- در بغداد شاگرد حلاج
دست شست آں زندگانی- پس بہ سردار آمده

۱۱- صوفي شاه عنایت- در سواد سنده بود
او ز شمشیر عشقش- بس نگوسار آمده

۱۲- من کریمم من رحیمم- شاه کرمل دم زده
آشکار من کیم- او بخود اقرار آمده

فهرست عشاق اور انکے کارنامے

کلام سنڌي

ٿل- آءُ عشق پلي کري آئين تون
ڪنهن منزل تي پهچائين تون

۱- سرمد کي ڏيئي لت کھايئي
سولي‌ءَ تي منصور چڙھايئي
شيخ عطار جو سر وڍايئي
هاٿي هيڏي پند پچائين تـون

۳- ذکريا ساڻ ڪـرت چيرايئي
يوسف کي منجھ کوه وجھايئي
شمس ملن جي هٿان مارايئي
عاشق تـو آزمـائين تـون



٣- جٺيو ڪفر صنعان وڄهائي
بلي شاهہ کي ذبح ڪرائي
جعفر کي درياهہ ٻوڙائي
تن کي پار لنگهائين تون

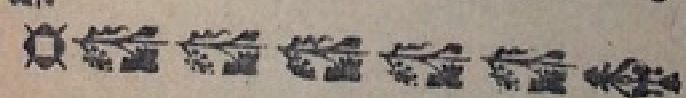
٤- گهاٽي ۾ بلاول پيڙائي
عنايت شاهہ ميدان مارائي
ڪرمل کي هن حڪم هلائي
ڦٻروءَ ڪنڌ ڪپائين تون

٥- قاسم درن سان ماريائي
موسيٰ کي ٻہ سهاڳ وڻائي
اڪايداس کي تعزير ڏواريائي
سو اڄ ساڳيو آئين تون

٦- سچل سنڌ پنڌ پڇائي
گهوريون پنهن جو سر گهمائي
نينهن واري ٿو ڳالهہ ڳالهائي
عاشق ٿي فرمائين تون.



سارے سندھ کے اندر عشاق کی لسٹ میں صرف شاہ عنایت صوفی کا نام دکھایا گیا ہے۔
ورلڈ اسلامک ہسٹری پڑھنے والے طلبا نے بھی اتنے اسمائے گرامی نہیں پڑھے ہونگے۔ سرمست کا علم و فہم قابل تعریف ہے، اتنا علم کسی اور شاعر کو نہیں ہوسکتا۔ افسوس کی



بات ھے کہ بعض سندھیوں کو اس فخر سندہ شاعر کي قدر نہیں ھے۔

کئي خسان دانند این اشعارھا (آشکار)

معنيٰ: احمق لوگ کیا جان سکتے ھیں۔

حالات دنیا

چند ابیات از دیوان آشکار

۱- مجلس حاکمان را دیدم۔ موجہائی عمان را دیدم

۲- بر غریبان ظلم صد تعدی۔ حکمرانی شہان را دیدم

۳- شہہ گداؤ گداؤ سلطان‌شد۔ گردش این زمان را دیدم

۴- حافظان ورد خوان بی‌عمل اند۔ بیخبر قاضیان را دیدم

۵- ھمہ اشراف در غم واندوہ۔ خرمی ناکسان را دیدم

۶- ھر کسی بردروغ بست کمر۔ راستی اھروان را دیدم

۷- بردر۔ حاکمان خراب و خجل۔ زاھدان عابدان‌را دیدم

۸- بہر دنیا دون سرگردان۔ روز شب عالمان را دیدم

۹- پسر جنگ با پدر دارد۔ بی ننگ‌ونشان را دیدم

۱۰- چہ اکابر چہ مردمان اشراف۔ رجعت پاسبان را دیدم

۱۱- نیست آزاد کسی‌زحرص‌وھوا۔ مبتلا ھر کسان رادیدم

۱۲- آنکہ ھمراز بود ھم مجلس۔ بیوفائے ھمان را دیدم

۱۳- مسلمان‌ومومنان‌زدست کفار۔ قتل‌شد کشتگان را دیدم

۱۴- از ھوائی زمانہ در امن است۔ در پیر مغان را دیدم

۱۵- عاقبت‌می رسد بکشورسندہ۔ صد زبان حمزیان رادیدم

۱۶- آخرین وقت "آشکار" شد۔ ھم نہان و عیان را دیدم

ترجمہ

١- میں نے حکام کی محفلوں میں۔ موتیوں کو رلتے دیکھا ہے۔

٢- میں نے بادشاہوں کی حکمرانی دیکھی ہے۔ کہ غریبوں پر سو طرح کے ظلم توڑتے ہیں۔

٣- میں نے گردش زمانہ سے بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو بادشاہ بنتے دیکھا ہے۔

٤- میں نے حافظوں کی بے عملی اور قاضیوں کی بے علمی دیکھی ہے۔

٥- میں نے نا اہلوں کو خوش خرم اور اشراف کو غمگین دیکھا ہے۔

٦- مین نے دینی رہنماؤں کی سچائی کو بھی دیکھا ہے۔ ہرایک نے جھوٹ پر کمر باندھی رکھی ہے۔

٧- زاہدوں اور عابدوں کا یہ حال ہے۔ کہ اپنے غرض کیلئے حاکموں کے دروازے پر جاتے ہیں اور خراب و خوار ہوتے ہیں۔

٨- عالم رات دن دنیاوی اخراجات کے پیچھے سر گردان ہیں۔

٩- بے حیائی کا یہ عالم ہے کہ بیٹا باپ سے بر سر پیکار ہیں۔

١٠- پاسبان کی بے مروتی دیکھی کہ اس نے اکابر اور اشراف کو بھی اجازت نہ دی۔

١١- کوئی شخص بھی حرص و ہوا سے آزاد نہیں دیکھا۔

۱۲- زمانے کے بیوفائی کا یہ حال ہے کہ ہمراز اور ہم مجلس بھی بیوفا نکلے۔

۱۳- مسلمانوں اور مومنوں میں قوت ایمانی نہ رہی- انہیں جابجا کفار کے ہاتھوں سے قتل ہوتے دیکھا۔

۱۴- ایک پیر مغاں کا ہی دروازا ہے- جہاں مکمل امن و امان دیکھا۔

۱٦- آخری وقت "آشکار" (ظاہر) ہوا- مخفي اور ظاہر کو بھي میں نے دیکھا۔





سچل سرمست بین الاقوامی رهبر

سچل سرمست نہ صرف مسلمانوں کا مرشد ہے لیکن ہندوں کا بھي تسلیم شدہ رہبر ہے. سندہ میں ہزاروں کے تعداد میں ہندو بھی آپکے مرید ہیں. اب بھی انکے عرس میں شریک ہونے ہندستان سے ہندو مرد اور عورتیں انکے مزار شریف پر آتے ہیں اور روحانی فیض حاصل کرتے ہیں. قرآن پاک میں آیا ہے "الصلح خیر" (پارہ ٥) صلح بہتر ہے. اس قرآنی فرمان کے مطابق یہ عاشق الستی رب العالمین کی مخلوقات ہندو، مسلمان، گبر، کرستان سب کیلئے صلح اور امن کا علمبردار ہے. اس سلسلہ میں انکا کلام پیش کیا جاتا ہے.

سنڌي ڪلام

١- فرق ڪفر اسلام نہ ڪوئي- چاڻ اهوئي چاڻين
ڪافر مومن هڪو هڪا- غير نہ غازي آڻين
ڪل شيءٍ وهو الله سڀ صورت هڪ سڃاڻين

٢- رام رحيم هڪوهڪ سمجهين- موج محبت ماڻين
ڪافر مومن گبر نصارو- غير گمان نہ آڻين
خلق الانسان علي صورته- چول اهوئي چاڻين
مان تون صورت ساڳي سچل- جي تون پاڻ پڇاڻين

معنيٰ: ١- ڪفر اور اسلام کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے- تم یہ بات اچھی طرح سے سمجھہ لو- کافر اور مومن ایک





هیں تم اور خیال اپنے دل مین مت لائو۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ ہر چیز میں موجود ہے اسلئے تم ہر انسان کو ایک سمجھ۔

٢ــ رام رحیم ایک کا نام ہے۔ تم اپنے دل میں محبت پیدا کرو کافر، مومن، گبر اور نصارا ایک ہی ہیں تم اپنے دل سے غیر خیال دور کرو۔ کیونکہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیاہے۔ اسئے یہ سب انکی صورت ہیں۔ سچل نے فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے آپکو پہچان سکتے ہو تو تم اور ہم ایک ہی صورت ہیں۔

حافظ شیرازی کا شعر اس سلسلہ میں درج کیا جاتا ہے:

حافظا اگر وصل خواهی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان الله الله با برهمن رام رام۔

معنیٰ: اے حافظ اگر تم اللہ کا وصل چاھتے ہے تو ہر عام و خاص کے ساتھ صلح کرو۔ اور مسلمان کے ساتھ اللہ اللہ کرو اور ہندوں کے ساتھ رام رام کرو۔

از غزل بحر طویل

١٤٩۔ از جدل و جنگ نبود حاصلت یک ذره
مرد شو با صلح دم نی همچو زن آبکار باش

معنیٰ: تجھے لڑنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لہذا عورتوں کی طرح جھگڑا نہ کر بلکہ مردوں کی طرح صلح سے کام لے۔



۱۵۰- لطف کن چندان کہ بیگانہ شود ہمچو غلام
نزد اعلیٰ تا بہ ادنیٰ با عزت بوقار باش

معنی: لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کر، تاکہ بیگانے بھی اپنے بن جائیں- اور ادنیٰ خواہ اعلیٰ کے نزدیک عزت اور وقار حاصل ہو۔

۱۵۱- خیرالناس آں شہ بودند نفع ہر انس را
گر بمانی در خلق بیننده آں یار باش

معنی: حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات میں خلق خدا کی بہتری کو ملحوظ رکھا کرتے تھے تجھے بھی دنیا میں رہتے ہوئے انکے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔

۱۵۲- خلق داری چوں محمد با ہمہ کن دلبری
تا شود تعریف تو چوں طوطہ المنقار باش

معنی: اگر تجھ میں خلق محمدی ہے تو سب کے ساتھ محبت سے پیش آ، تاکہ سب لوگ تیری تعریف میں رطب اللسان ہو۔

۱۵۶- از دوئی گاہے نیابی مدعا دیدار حق
چون خدا در ہمہ دانی تا بدرجہ گوار باش

معنی: اپنے دل میں دوئی رکھیگا تو اللہ کا دیدار حاصل نہیں کرسکے گا۔ تو ہرچیز کو اللہ کا مظہر سمجھ۔

۱۵۷- ہمچو صوفی در ہمہ داننده شو یک ذات را
کینہ تعصب کار کافر نی سم الفسار باش



معنی: صوفیائے کرام کی طرح ہر چیز کو اللہ کے ذات کا مظہر سمجھ کینہ اور تعصب کافروں کا کام ہے۔ تو سنکھیا نہ بن تریاق بن۔

۱۶۵۔ سو بسو حیران مشو بہر دنیا اے نا فہم
سخت فقرا منع از حاکمان بہ کنار باش

معنی: اے نا سمجھ دنیا کی خاطر ادھر ادھر مارا مارا نہ پھر اہل فقر کیلئے حکام کے دروازے پر جانی کی سخت ممانعت ہے۔

از دیوان آشکار

جنگ با مردان چہ داری جنگ کن با نفس خویش۔ نفس را بشناس در رحمت۔ رحمان در آ

معنی: آدمیوں سے لڑائی کرنے کے بجائے تم اپنے سرکش نفس سے جنگ کرو۔ اپنے نفس کو پہچان اور اللہ کی رحمت میں داخل ہو۔

امن کا علمبردار یہی ہوسکتا ہے۔ کاش! اگر خلق خدا اس مرد مجاہد کے کہنے پر عمل کرے تو ملک کے اندر تمام فتنہ و فساد فورا ختم ہوجائے۔



سچل سرمست
(صاحب حال و خمال)
کافی سرائکی

ترجیع بند: میں تو کوئی خیال آھیان۔ پسان نال خیال دے

١۔ زھد عبادت تقوی طاعت۔ آھن کم کشال دے

٢۔ فکر اھیں وچ فانی تیویں۔ ویکیں جوڑ جمال دے

٣۔ اِھیں منزل اھے ویسن۔ صاحب جو احوال دے

۴۔ میں دیدار، دیدار مین وچ۔ پھریم ویس وصال دے

۵۔ "سچل" سچ ایندا ظاھر۔ اِلا کاٹ قتال دے

اس قلیم سخن کے تاجدار شاعر کے اشعار کی اعلی و نازک خیالی سے معلوم ھوتا ھے کہ ذات پاک خیال ھے اور خیال کے ذریعہ سے ملسکتا ھے۔ یہ کائنات خیال پر حاوی ھے اور خیال ھی کارفرما ھے۔ نیند میں خواہ بیداری میں اٹھتے بیٹھتے خیال کا بحر بیکران جاری ھے۔ انسان کا دارومدار خیال پرھے۔ سزا اور جزا بھی خیال کے مطابق ملتی ھے۔

حدیث شریف میں آیا ھے:

" الاعمال بالنیات "

معنی: اعمال کا دارومدار نیت پر ھے۔ ایک دوسری

حدیث شریف میں آیا ھے:

" لاصلوات الا بحضور القلب "

معنی: وہ نماز نہیں ھے جو خیال سے نہیں پڑھی جاتی ھے۔

کسی فارسی شاعر کا شعر ھے:

بر زبان الله الله ۔ در دل گاؤ خر
این چنیں تسبیح کئے دارد اثر

معنی: اگر زبان پر الله الله ھو اور دل میں گاؤ و خر تو اس ذکر اذکار سے کیا فائدہ ھوگا۔

اگر ساری رات سبحان کو جاگ کر یاد بھی کریں، مگر وہ یاد حضور قلب سے نہیں تو اس یاد سے کیا فائدہ ھوگا۔ اس لئے سرمست فرماتاھے:

سندھی شعر

جاڳڻ آهي جنجال - ننڊ ته آهي ناز پرين جو
سمجهي کو سچيڏنه چوي- هيءُ هاديءَ وارو حال
جي خاصو رکين خيال- ته سمهڻ مانئي سڌ پوي

معني: اس طرح جاگنا بیکار بات ھے اور نیند محبوبی ناز ھے۔ سچل سرمست فرماتے ھیں کہ یہ بات سمجھنا عام لوگوں کے فہم سے بالاتر ھے، اگر تمہارا خیال ٹھیک ھے تو سونے سے بھی تمام بات کا علم ھوجائیگا۔

اور فرماتے ھیں:

ڪلمي مونکي ڪين ڪيو هو رؤن مسلمان
نکي احمد موڪليو عرب کان ايمان
"سچل" آهي سبحان- پر عالم ليکي آدمي

معني: میں کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں ھوا ھوں، نہ تو احمد مجتبیٰ نے مجھے عرب سے ایمان بھیجا ھے- میں خود سبحان ھوں، لیکن آدمی مجھے آدمی سمجھتے ھیں۔



اور فرماتے ھیں:

ماٺ ڪيان تہ مشرڪ ٿيان. ڪڇان تہ ڪافر

انهيءَ وائي ور. سمجهي ڪو "سچيڏنہ" چوي

معنيٰ: اگر میں صبر کرتا ھوں تو مشرک بنجاتا ھوں اور اگر اظھار خیال کرتا ھوں تو کافر بن جاتا ھوں۔ یہ معمہ کوئی خاص آدمی ھی سمجھیگا۔

سچل سرمست فرماتا ھے کہ میری باتیں عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئینگی۔ میری باتیں خاص آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ھی سبب ھے کہ سندہ کے اندر کسی سکول اور کالج میں "سچل سرمست" کا دن نہیں منایا جاتاھے۔ سرمست کا کلام لڑکے کیسے سمجھ سکتے ھیں۔

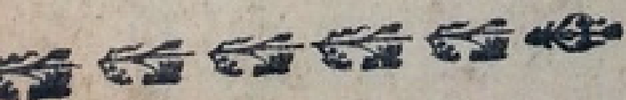
سرمست کا کلام اور سکول کے لڑکے یہ دو متضاد حروف ھیں۔

"کمی خسان دانند این اشعارها"

معنيٰ: احمق لوگ کیسے میرا کلام سمجھ سکتے۔

سلسلہ خیال

سچل سرمست نے مثنوی تارنامہ میں ایک مسلسل خیال پیش کیاھے اور فرماتے ھیں کہ رات میں بتخانہ کے طرف جارھا تھا جہاں میں نے ایک مستانہ دیکھا جو ستار بجا رھا تھا۔ ستار کی آواز نے مجھے مدھوش بنا دیا، جب میں ھوش میں آیا تو میں جاکر ستار کے تار سے پوچھا تجھے یہ درد کہاں سے



ملا جسنے تو فرزانہ کو دیوانہ بنا دیا ھے۔ تار نے جواب دیا یہ درد میں نے بڑی مشقت سے حاصل کیا ھے۔ میں لوھے کی صورت میں تھا۔ میں کان سے نکلا۔ آگ میں تپا۔ ھتھوڑے سے ٹھپا، تب جاکر تار کی شکل میں آیا۔

یہ نہایت عجیب و غریب تمثیلی بیان ھے جو پڑھنے کے قابل ھے۔

کافی

ترجیع بند: ایک دن بازار میں۔ میں دیکھا عجب تماشا
طفلوں کے ھاتھ میں تھا۔ بلبل ایک بیچارا

۱۔ پر و بال رشتے سے۔ اسنے کیا تھا محکم
تڑپن سے وہ نہ چھوٹی۔ کرتا تھا لک پکارا

۲۔ ھم حال اسکا پوچھا۔ کہہ بلبلا ھمن سے
کس جا آ پڑا ھے۔ چھوڑے چمن ھزارا

۳۔ ھس ھس ھم سے گویا۔ اے بیخبر برہ سے
عاشق جو کوئی ھویا۔ وہ حال ھے ھمارا

۴۔ دم عشق جسنے مارا۔ اس گل پڑی ھے گاری
سر جان صدق سجن پر۔ "سچل" سریر سارا

رشتے سے = دھاگے سے۔ ھمن سوں = مجھے۔ گل پڑی ھے گاری = اسکے کاندھ میں۔

سچل سرمست

(الہامی کلام)

اس سے پہلے ذکر کیا گیا ھے کہ سرمست روز الست کا بھی کلام ھے وہ بیخودي اور وجد کے حالات میں کہا گیا ھے۔ اسکے باوجود آپکے چند اشعار اس مضمون پر حسب ذیل لکھے گئے ھیں:

از مثنوي تارنامہ

یار گوید باز گو از مثنوي
چند ابیات از سر معنوي
من نمے گویم۔ گویا او بود
من نمی جویم۔ جویا او بود

یار کہتا ھے کہ پھر کچھ بیان کرو
اور چند مخفی راز اظہار کرو
میں نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ کہنے والا وہ ھے
میں تلاش نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ تلاش کرنے والا وہ ھے۔

از مثنوي رهبرنامہ

کیست هماں کس کہ بیان میکند
سر از اسرار عیان میکند
گوینده اوست نہ گویا منم
جوینده اوست نہ جویا منم

۳۔ این سخن و حروف نباشد از ما
گویا اوست۔ بشنو اے فتا

معنی: وہ کون ہے جو بیان کرتا ہے؟
وہ کون ہے جو پوشیدہ اسرار ظاہر کرتا ہے؟

۲۔ کہنے والا وہ ہے۔ میں نہیں ہوں
تلاش کرنے والا وہ ہے۔ میں نہیں ہوں

۳۔ یہ الفاظ اور حروف میرے طرف سے نہیں ہین
میرے بیٹے! سنو، کہ کہنے والا وہ ہے۔

از مثنوی راز نامہ

۱۔ نامہ می گویم تو با حکم او
سرھا اسرارھا اندر او

۲۔ نیست خیال از ما۔ ارادہ یار بود
تا کہ بر رویم۔ در معنی کشود

۳۔ گفتہ شد این نامہ در آخر زمان
تا شود پیدا او اسرار نہان

معنی: یہ نامہ میں انکے ھی حکم سے بیان کرتاھوں
اور انکے ھی حکم سے پوشیدہ اسرار ظاھر کرتا ھوں

۲۔ میرا یہ خیال نہیں ھے۔ یار کا ایسا ارادہ ھے
کہ میں اسکے تمام رموز ظاھر کروں۔

۳۔ میں یہ نامہ اس آخری وقت میں ظاھر کر رھا ھوں
کہ اسکا مخفی اور پوشیدہ اسرار ظاھر کروں۔

از غزل بحر طویل

۲۵۰۔ در حضور پیر ما۔ منظور شد جملہ کلام
از خدا ھشت آفرین شد۔ بر ھمیں اطوار باش

معنی: میرے مرشد کے حضور میں میرا تمام کلام مقبول ہوچکا ھے اور بارگاہ ایزدی سے بھی اسے قبول عام کا شرف حاصل ہو گیا ھے۔

اس بنا پر آپکا تمام کلام الہامی ھے اور حقیقت کے طرف رہنمائی کرتا ھے۔



سچل سرمست سرتاج الشعرا

سچل سرمست کی شاعرانہ خوبیان اور روحانی فضائل کتاب "دولهہ درازي" میں واضح طور درج کئے گئے هیں۔ اسلئے اس کتاب میں چند مختصر باتیں لکھی جاتی هیں:

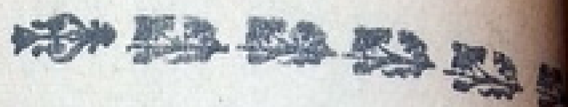
۱- سچل سرمست کا کلام الہامی حیثیت رکھتا هے، کیونکہ وہ بیخودی اور وجد کے عالم میں کہا گیا هے۔ ایسا کسی اور شاعر کا کلام نہیں هے۔

۲- سچل سرمست کا کلام نؤ لاکهہ چھتیس هزا چھہ سؤ چھتیس اشعار پر مشتمل هے۔ اتنا کثیر کسی اور شاعر کا کلام نہیں هے۔ اور اتنی خوبیاں کسی اور شاعر کے اشعار میں نہیں هیں۔

۳- یہ کلام سات زبانوں میں کہا گیا هے۔ یہ خوبی بهی کسي اور شاعر میں نہیں مل سکتي۔

۴- سچل سرمست کے کلام میں جو خاص، قابل توجہ اور قابل تعریف حقیقت هے وہ یہ هے کہ آپکے اشعار دوسرے شاعروں کے اشعار کي طرح صرف کافی اور ابیات تک محدود نہین هے سرمست کا کلام لامحدود اور حسب ذیل اصناف سخن میں موجود هیں۔

کافی، ابیات، غزل، مولود، مرثیہ، سہ حرفی، مثنوی، جھولنہ، گھڑولی، فرد، رباعی، ریختہ، مسدس، مخمس، مستزاد غرضیکہ هر صنف سخن میں موجود هے اور کوئی بهی پهلو



تشنہ رہنے نہیں دیا ہے۔ شاعر کے کمال فن کا یہ بین ثبوت ہے یہ خوبی کسی اور شاعر کے اشعار میں نہیں مل سکتی۔ اس بنا پر اگر اس اقلیم سخن کے تاجدار اور قادر الکلام شاعر کو "سرتاج الشعرا" کہا جاتے تو یہ نہ تو مبالغہ ہوگا اور نہ خلاف واقع۔ چند ایسے بیخبر ادیب ہیں جنکو یہ خبر نہیں ہے کہ عظیم المراتب شاعر میں کون سی خوبی ہو سکتی ہے۔ اورفرد، رباعی، ریختہ، مسدس اور مستزاد جو شاعراعظم کے فن کا بین ثبوت کہا جاتا ہے۔ وہ کس بلا کا نام ہے انکے رہبری کیلئے مختلف اصناف کے چند نمونے دکھائے جاتے ہیں۔

فرد (دو مصروں کا بند)

۱۔ آشکارا "نحن اقرب" گفت یار
از رگ۔ جان شد قریبم غم مدار

۲۔ "آشکارا" یار تو دور نیست
چشم بکشا بین کہ او مستور نیست

معنی: (۱) اے "آشکار" یار فرماتا ہے "و نحن اقرب الیہ من حبل الورید" یعنی تحقیق مین شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اسلئے تم غم مت کرو۔

(۲) اے آشکار یار تم سے دور نہین تم آنکھیں کھول کر دیکھو تو تم سے پوشیدہ نہیں۔

رباعی (چار مصروں کا بند)

ساقیا آن شراب انگوری
ما نخواہم کزوست صد دوری



لازوال است آں مئی وحدت
آں بنو شان رهم ز مجهوری

معني: اے ساقی میں وہ انگوری شراب نہیں مانگتا کیونکہ انکے پینے سے دوري هوتے هے، کیونکہ وحدت کی شراب لا زوال هے۔ مجھے وہ پلانا تو جدائی سے نجات دلائے۔

مخمس (پانچ مصرعوں کا بند)

جز حمایت تو مرا کس یار نیست
همچو من اندر جهاں بد کار نیست
کرده ام از جرمها روئے سیاه
تو بیامزری کن عفو ما را گناه
جمله عالم تا مرا بد کرده است

معني: آپکے سوائے کوئی مدد گار نہیں هے۔ اور مجھ جیسا دنیا میں کوئی خطا کار نہیں هے۔ میں اپنے گناهوں کے وجہ سے رو سیاه هوچکاهوں۔ ساری دنیا مجھے برا کہہ رهی هے۔
آپ اپنے عفو و کرم سے مجھے بخشدیجئے

مسدس (چھ مصرعوں کا بند)

وهو معکم اقرار است۔ کلمه آں حق اعتبار است
کنم از سر بیانی۔ بجہاں عین عیانی،
نبود شک و گمانی۔ بود اسرار نہانی

معنيٰ: وهو معکم کا اقرار هے۔ اور یہ کلمہ حق قابل اعتبار هے۔ میں ایک ایسے راز کو دنیا کے سامنے بے نقاب کر رهاهوں جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں هے۔ اور واقعی یہ ایک پوشیدہ راز هے۔

ریختہ (دو دو مصرعوں کا علحدہ بند)

بہتر هے ایسی زندگی۔ بز عشق هے شرمندگی

۱۔ جسکو سجن کا درد هے۔ رویت اسکی، زرد هے
اس اس جگت موں مرد هے۔ صف عاشقان کی مرد هے

۲۔ عاشق وهی جسے غم هوا۔ دونوں جگت یکدم هوا
دن رین اسے ماتم هوا۔ اکھیاں کوں اب آگم هوا

۳۔ عشق عجب آفات هے۔ نا کشف کرامات هے
تقویٰ نہ کوئی تات هے۔ جس میں نہ رجوعات هے

۴۔ برها سارا بد نام هے۔ باطن سے کلی کام هے
نا صبر نا آرام هے۔ وہ وہ اسے ماتام هے

۵۔ باری برہ کا بار هے۔ سر عاشقاں سینگار هے
"سچل" کے سر خمار هے۔ وہ عشق کا اسرار هے۔

مستزاد (ایک بڑا مصرع۔ ایک چھوٹا مصرع)

۱۔ آن نیست دل کہ اندروي غم نہ رسیدہ۔ آن دل چہ خراب است

۲۔ کزو درد یکی جرعۂ محبت نہ چشیدہ۔ محروم شراب است

۳۔ یک روز مرا یار بگفتا کہ کجائی۔ گفتم بتو هستم
گفتا بہ همہ عمر درچہ هوائی۔ گفتم بتو مستم



گفتا کہ مرا از خود تو دور ندانی- گفتم برحق است
گفتا بےقیس بگداز از من و مائی- گفتم ز خود رستم

معنی: (۱) جس دل میں درد نہیں- ھے وہ دل نہیں ھے- وہ دل خراب ھے۔ جس نے درد اور محبت کا ایک گھونٹ نہ پیا ھے- وہ حقیقی شراب ملنے سے محروم ھے۔

۲- ایک دن مجھ سے یار نے پوچھا کہ تم کہاں تھے- میں نے جواب دیا مین آپ کے ساتھ تھا- پھر فرمایا کہ تم ساری عمر کس خیال میں تھے میں نے جواب دیا کہ میں آپ پر عاشق تھا۔ پھر فرمایا کہ تم مجھے خود سے دور نہ سمجھ میں نے جواب دیا آپکا فرمان بر حق ھے- پھر فرمایا کہ تم "ما و من" (میں اور ھم) والی بات دل سے یقین کے ذریعہ نکالدے یعنی اپنی ھستی کو ختم کردے میں نے جواب دیا تو میں اس سے پہلے ھی آزاد ھوچکاھوں۔

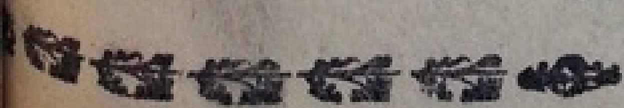
یہ سمجھنے اور سوچنے کی بات ھے- سچل سرمست کا علم و ادراک، انکی منزل اور انکی شاعری دیکھو۔

صنعت سوال جواب سرائکی

۱- اک دن مرشد میں نوں آکھیا- مٹی دی پیالی پیویں
آکھیم اینویں سائیں اینویں

۲- آکھیس آپ سجاوں پاجھوں- ھمدم مول نہ تھیویں
آکھیم اینویں سائیں اینویں

۳- اپنی ذات لکا ات بیٹھین- تیڈا مطلب تیسیں کیویں
آکھیم اینوین سائین اینویں



۴- موتوا قبل انت موتوا۔ مئی پچھاڈون جیوین
آکھیم اینوین سائین اینوین

۵- آکھیس ماریا حلاج نعرا۔ سچل تون بھی ماریں اینویں
آکیم اینوین سائین اینوین

بلند پایہ اور اعلیٰ مراتب شاعر کے اشعار کے کمال فن کا یہ ثبوت ھے۔ اگر تعصب کا چشمہ آنکھوں سے ھٹا کر دل سے انصاف کیا جائے تو سچل سرمست ھر نقط نظر سے سرتاج الشعراء ہونیکا مستحق ھے۔ قرآن پاک فرماتاھے "ان اللہ یحب المقسطین" معنیٰ تحقیق اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ھے۔

لیکن سچل سرمست نے ادیبوں اور زاھدوں کے گروہ کی ذھنیت دیکھ کر پہلے ھی پیشنگوئی کی ھے، اور فرماتا ھے:

این سخن عشق است نئی شاعریست
کئی خساں دانند این اشعار ھا۔

معنیٰ: میرے یہ اشعار احمق لوگ کیسے سمجھ سکتے ھیں۔
این حقیقت ترا اثر نکنند چونکہ ھستی تو ساکن بیشی

معنیٰ: میری یہ حقیقت تم پر کوئی اثر نہیں کریگی کیونکہ تم جنگلی لوگ ھو۔

چند گویم کلامی- تم سازیم تمامی
فہم بفہم پیامی- خواص خواند نہ عامی

معنیٰ: اس سے زیادہ مین کیا کہوں میں تو سب کچھ کہہ چکاھوں- تو میرے پیغام کو سمجھ- میرا یہ پیغام خواص کے پڑھنے کے قابل ھے عوام کے نہیں۔

(وما علینا الا البلاغ)

در ثنا پیر مغاں

۱- پر زمی پیر مغان ما را بنوشانید جام
شد دلم آزاده آن دم از حلال و از حرام

۲- برد او آنجا مرا کانجا گناه ونی ثواب
نہ کفر اسلام آنجا نی جماعت نی امام

۳- نی در آنجا جسم ماند نہ بود اسم اندر آں
در تصور آمدم ایں از کجا باشد مقام

۴- ایں مقام حیرت و عبرت بود بین اندرو
نہ رکوع و نہ قیام و نہ سجود و نہ سلام

۵- ایں طریق۔ عاشقی بگزین بجان اے آشکار
تا بباشي دائما تو اندریں لذت مدام

۱- جب پیر مغاں نے مجھے شراب سے لبریز جام پلایا تو میرا دل حلال و حرام کی قید سے آزاد ہوگیا۔

۲- پیر مغاں مجھے ایسی جگہہ لیگئے جہاں نہ گناہ تھا، نہ ثواب، نہ کفر اور اسلام تھا، نہ مقتدي اور امام۔

۳- وہاں نہ جسم کی موجودگی کا احساس تھا اور نہ کسی مادی چیز کا نام و نشان۔ میںنے سوچا کہ آخر یہ کونسا مقام ہے۔

۴- در اصل یہ حیرت اور عبرت کا مقام ہے۔ اور غور سے دیکھوگے تو وہاں نہ رکوع اور قیام نظر آئیگا اور نہ سجود اور سلام۔

۵- اے آشکار! تو عاشقی کے اسی طریقہ کو اختیار کر تاکہ تو ہمیشہ اس لازوال لذت سے بہرہ اندوز ہوتا رہے۔

نکتهٔ تصوف

از حضرت سهل سرمست علیه الرحمت

طالب حق را باید که از صفات خود فانی شود بصفات الله باقی گردد و درخت خودی از بیخ بکند تا برذات خود و در کل منظورات و تجلیات واجب الوجود مشاهده کند که قوله الله تعالی "هوالاول هوالاخر هوالظاهر هوالباطن" اے عزیز طالب را باید که در کشتی فنا بنشست ـ و بدانکه کشتی فنا چیست ـ یعنی لا اله پس کل منظورات و معلومات از تحت تا فوق با ذات خود در لا کشد و در دریای هویت سیر کند و در اثبات الااله غوطه زند تا به بقا برسد که قال الله تعالی شهد الله از لااله الاهو و قاعده علم نحس برابں گونه است که چون الا بر هو آید همه موجودات را الاهو کند الاهو ماند و در تصورات ربوبیت دل خود را بوستان گرداند و ثمره محبت بچیند و روح خود را در انوار وحدانیت جلوه دهد و سر خود را در اسرار از الوهیت مستتر گرداند و تاج اخلاص بر سر نهد و کمربند حضور درمیان بندد و بر مرکب عبودیت را در دست گیرد و در میدان وحده اسپ بتازد تا در مقام احدیت رسد. قوله تعالی "کل هو الله احد". اے عزیز طالب را باید که دل خود را به آب توحید پرورش دهد و روح خود را در انوار ظهور حق منور کند و در دریای صانع غواصی کند تا گوهرالانسان سری وانا سره در دست آید ـ زیرانچه روح را جان می گویند و در جان سیرست که آن را جانان می گویند و آن را که جانان میگویند آن .قام ازان محبوب است بلکه عین محبوب است.

بدانکہ یاد کردن حق تعالیٰ بر سہ ۳ نوع است، اول یاد بزبان و یاد بدل و یاد بسر حدیث قدسی " ان فی جد ابن ادم بمضغتہ وفی مصنفتہ قلب وفی القلب فواد و فی الفواد ضمیر سر وفی السر خفی و فی الخفی انا۔ ای عزیز طالب را باید کہ شہر شہوانیت ویران بسازد و غارت کند شہوانیت شہر نفسانی را گویند، شہر معانی را شہر روحانی گویند۔ پس طالب را باید کہ شہر روحانی را آبادان کند تا از نفس و شیطان خلاصی باید و ترکیہ النفس حاصل کند و نجات دوئی را از قلب زائل کند و کسوت یگانگی را بپوشد و ہمیشہ در شکر مشایدہ حق باشد کہ قول اللہ تعالیٰ "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" و در اسرار پردہ محبت داشتی در آید تا محرم راز و اسرار محبوب گردد کہ قول اللہ تعالیٰ "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ واسع علیم" وقال علی ولی اللہ کرم اللہ وجہ ماریت شیا الادریت اللہ فیہ وما رایت شیا الاھو و یس فی الدارین غیر اللہ و قال اللہ تعالیٰ و الذین آمنو اسد حیااللہ۔

غم بجائی دریای تلخ است کہ از آن دریگانہ پیدا شوند و شادی مانند دریائی شیرین کہ از و ماہی بیرون می آید

نکتہ

یاران وقت نو بہار پیش رابع بصری رحمت اللہ علیہ آمدند و گفتند کہ بیرون آئی تا صفت حق تعالیٰ بینی۔ رابع ایشان را گفت ای کوتہ بینا درون آئید تا صانع را ببینید۔ پس ازیں معلوم شد کہ سفر ظاہر صفت دیدن است و سفر صانع دیدن است۔

چون اندر خویش می بهني جمال صفت یاری
چرا صائب نظر ناید نمودن روئی در کوئی

بیت مثنوی

گر ترا مادر بترساند زآب۔ تو مترس الله عالم بالصواب

۱۔ نقل است کہ کسی بیضہ بدک زیر شکم ماکیان برداشت هرگاه بچہ ازو پیدا شود همگی بسوئی دریای راهی می‌شد بعد ماکیان او را چندانکہ حیلہ بار گردانیدن از آب کرده هرگز باز نہ گردیدند و در آب افتاده اند چنانچ "کل شیٔ یرجع الي اصله".

۲۔ مریدي پیش مولانا شیخ سعید فاروقی رحمت الله علیه بعرض رسانید کہ خدا را جستم نیافتم پس فرمودند "کجا جستی کہ نیافتی" دریں یک حرف واقف اسرار کردند.

۳۔ روزی مولانا شاه عبد الرزاق رحمت الله از حضرت غوث الاعظم شیخ المشائخ شیخ عبد القادر جیلانی رحمت الله علیه پرسیدند کہ شریعت چیست، طریقت چیست، حقیقت چیست، معرفت چیست. فرمودند شریعت کمر در اطاعت حق تعالي بستن طریقت از خود گذشتن حقیقت خود را باخدا پیوستن و معرفت در هر دوجهان بدان ذات پنداشتن. پس طالب صادق را باید کہ عمل فرمود مذکور را بکار برند طالب و مرید را باید کہ معني ایں در دل دانستہ و خیال را جمع بخاطر کرده در مراقبہ نشیند انشاء الله تعالی مرغ جمیعت بدام او خواهد آمد
فرد: قادر روحی مرید وهو علیم هو سمیع هو بصیر و هو کلیم.

۴- ای عزیز قلب را سه ۳ چیز سخت کند. یکي بسیار خواب دویم بسیار طعام سیوم بسیار کلام.

۵- از جنید بغدادی رحمت‌الله علیه پرسیدند که دل کئی خوش شود گفت آنوقت که خدا در دل بود.

۶- نفس نتوان کشت الابا سه چیز خنجر خاموشی شمشیر جوع نیزه تنهائی ترک حجوم.

۷- در کتاب بحرالعلوم آورده است که عمر پشه ۳ روز عمر مگس چهار روز عمر ملخ یکسال عمر مورچه و گژدم پنجه سال عمر نور ۹ سو سال عمر زاغ و کنجشک هزار سال.

در بیان ذکر پاس انفاس

کلمه لاالله بادم فرو گذارد و کلمه لا الله بادم بالا کشید و بدم ذاکر گردد و در فرو گذاشتن و بالا کشیدن نظر بر ناف دارد و ازانجا ذاکر گردد دهن بسته بحرکت زبان بدم ذاکر بود. چندان ذکر کند که دم ذاکر گردد و مستفرق ذکر بود ذکر حیات گردد و در بیداری و خواب ذاکر بود پاس انفاس حاصل شود و ملاحظه و واسطه رعایت کند این ذکر را یاران محمد مهدی میکند هر پاس انفاس بمحودم مشغول شود و دمسازي کند دم را بقوت بالا کشد و بمغز رساند چون تنگی نفس شود دم آهسته بگذارند چنانچه احساس آن دم نمود و این را تسکین نهند و امفاغ نام تعلق بمرشد دارد چون حرارت دم بمغز رسد منی گداخته در وجود آید و محشم نگرد و چون دم فروبه و بالهه با دم حیات جمع گردد شود و یک گردد که

مجمع البحرین ارشادت بدان دارد و آن مقام آبحیات است آنگاه روحاني گردد و عالم خیر و شر پیش آید و علم لدني و علمنان مزارن علما روئي بکشاید و عمر دارد گردد وبا خضر علیه السلام ملاقات شود صاحب تصوف و صاحب روزگار گردد دریں کار ترک جمع و تجرید تعزیر شرط است و ذکر پاس انفاس ذکر شریف برکت عظیم دارد و ذاکر عارفانہ خدا است۔



ترجمہ:-

نکتہ تصوف از حضرت سچل سرمست

طالب حق کو چاهئے کہ اپنی صفات کو فنا کر کے الله کی صفات کے ساتھ باقی هوجائے اور خودي کے درخت کو جڑ سے کھود ڈالے تاکہ اپنی ذات اور جملہ کائنات میں الله کی تجلیات اور نظاروں کا مشاهدہ کرے کہ الله تعالیٰ کا قول هے " هوالاول هوالاخر هوالظاهر هوالباطن " اے عزیز! طالب کو چاهئے کہ فنا کی کشتی میں بیھٹے۔ جاننا چاهئے کہ فنا کی کشتي کیا هے۔ یعني لاالله پس کل مشاهدات اور معلومات کو پستی سے بلندی تک بشمول ذات با خود لا میں سمجھے اور هویت (ذات باری تعالیٰ) کے دریا میں سیر کرے اور الله کے اثبات میں غوطہ لگائے تاکہ بقا تک پهنچ جائے کہ الله تعالیٰ نے کہا هے شهد الله از لاالله الا هو علم نحس کا قاعدہ یہ هے کہ جب الا هو پر آئے تو تمام موجودات کو



الاّ ھو کرے الا ھو باقی رھے اور ربوبیت کے تصور میں اپنے دل کو باغ باغ بنائے اور محبت کا پھل چن لے۔ اور اپنے روح کو توحید کے انوار سے منور کرے اپنے سر کو الوھیت کے اسرار سے ڈھانپ لے اور اخلاص کا تاج سر پر رکھے اور حضوری کا کمر بند کمر میں باندھے عبودیت کی سواری پر قابض ھو کر وحدہ کے میدان میں گھوڑا دوڑائے تاکہ مقام احدیت میں پہنچ جائے قولہ تعالیٰ قل ھو اللہ احد۔

اے عزیز! طالب کو چاھئے کہ اپنے دل کو توحید کے پانی سے نشو و نما دے اور اپنی روح کو ظھور حق کے انوار میں روشن کرے اور صانع کے دریا میں غوطہ لگائے تاکہ گوھر انسانیت و دانائی حاصل ھو اسلئے کہ روح کو جان کہتے ھیں جسکو جان کہتے ھیں وہ مقام محبوب کی ملکیت ھے بلکہ عین محبوب ھے۔

جان لے کہ اللہ کو تین طرح سے یاد کرتے ھیں۔ زبان سے دل سے اور سر سے۔ حدیث قدسی:۔ ان فی جد ابن آدم بمنفعتہ و فی مصنفعتہ قلب و فی القلب فواد و فی الفواد ضمیر سر وفی السر خفی و فی الخفی۔

اے عزیز طالب کو چاھئے کہ شھوانیت کو ویران اور غارت کردے شھوانیت شھر نفسانی کو کہتے ھین۔ شھر معانی کو شھر روحانی کہتے ھیں۔ پس طالب کو چاھئے کہ شھر روحانی کو آباد کرے نفس شیطان سے نجات پائے تزکیہ نفس حاصل کرے۔ نجاست دوئی کو قلب



سے دور کرے اور یگانگی کے لباس کو پہنے ہمیشہ مشاہدہ حق کرے شکر میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فانما تولوا فثم وجہ اللہ۔

در اسرار پر پردہ محبت رکھے تاکہ محرم راز واقف اسرار محبوب ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فانما تولوا فثم وجہ اللہ واسع علیم۔ وقال علی ولی اللہ کرم اللہ وجہ ماریت شیا الا دریت اللہ فیہ وما درایت شیا الا ھو۔

شعر غم دریائے تلخ کی مانند ہے کہ اس سے یکتا موتی پیدا ہوتے ہیں اور خوشی شیرین دریا کی مانند ہے کہ اس سے پھل باہر آتی ہے۔ کچھ لوگ نوبہار کے وقت رابعہ بصری رحمت اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا باہر آ تاکہ حق تعالیٰ کی صفات کو دیکھے۔ رابعہ نے ان سے کہا اے کوتہ بینو اندر آؤ تاکہ صانع کو دیکھ لو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ سفر ظاہر کی صفت ہے صفات دیکھنا اور سفر باطن صانع کو دیکھنا۔ جب اپنے من میں یار کی صفت کے جمال کو دیکھتا ہے تو پھر صائب اسکی گلی میں اسکا چہرہ نظر کیوں نہیں آئیگا۔

اگر تجھے ماں پانی سے ڈرائے۔ تو مت ڈر اللہ نیک و بد سب جانتا ہے۔

۱۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بطخ کا انڈا مرغی کے نیچے رکھا جب اسکا بچہ نکل آیا تو دریا کی طرف چلا مرغی نے ہر چند پانی سے لوٹانے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا پانی میں جا گرا۔ چنانچہ "کل شیء یرجع الاصلہ"۔



۲۔ ایک مرید نے مولانا شیخ سعید فاروقی رحمت اللہ علیہ سے عرض کیا کہ خدا کو میں نے تلاش کیا نہیں پایا۔ پس فرما کہاں تلاش کیا اور نہ پایا۔ اس ایک ہی حرف میں واقف اسرار کر دیا۔

۳۔ ایک روز مولانا شاہ عبد الرزاق رحمت اللہ علیہ نے غوث الاعظم شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ سے پوچھا کہ شریعت کیا، طریقت کیا، حقیقت کیا اور معرفت کیا ہے۔

فرمایا شریعت تو حق تعالیٰ کی اطاعت کیلئے تیار ہونا طریقت خود سے گذر جانا یعنی (فنا فی الذات ہوجانا) حقیقت خود کو خدا سے واصل کرنا اور معرفت دونوں جہاں میں اس کی ذات کو تصور کرنا۔

پس طالب کو چاہئے کہ مذکورہ عمل پر گامزن ہو۔

طالب اور مرید کو چاہئے کہ اسکی معنیٰ دل میں جان کر اور خیال کو دل میں بٹھا کر مراقبہ میں بیٹھ جائے انشاء اللہ اطمینان کا پرندہ اسکے جال میں آ جائیگا۔

فرد قادر روئی مرید وھو علیم و سمیع ھوالبصیر ھوالحکیم۔

۴۔ اے عزیز! قلب کو تین چیزیں سخت کرتی ہیں۔ ایک بہت سونا، دوم بہت کھانا، سوم بہت گفتگو کرنا۔

۵۔ جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ سے پوچھا کہ دل کب خوش ہوتا ہے کہا جس وقت کہ خدا دل میں ہو۔



۶۔ نفس کو سوائے تین چیز کے نہیں مار سکتے۔ وہ ہیں خاموشی کے خنجر، بھوک کی تلوار، تنہائی اور ترک ہجوم کے نیزے سے۔

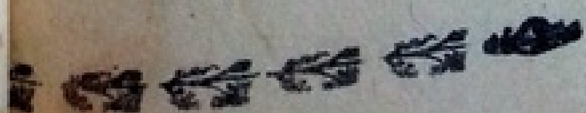
۷۔ کتاب بحر علوم میں بیان کرتے ہیں مچھر کی عمر تین روز مکھی کی عمر چار روز ٹڈی کی ایک سال چیونٹی اور بچھو کی پچاس سال نیولے کی نو سو سال کوے اور چڑیوں کی عمر ہزار سال ہوتی ہے۔

کلمہ لاالہ سانس کے ساتھ نیچے لیجائے اور کلمہ لاالله سانس کے ساتھ اوپر کھینچے سانس کے ساتھ ذاکر ہو جائیگا نیچے لیجانے اور اوپر کھینچنے میں نظرناف پر رکھے تو اس جگہ ذاکر ہوجائیگا منہ بند کر کے زبان کو حرکت دینے سے دم ذاکر ہوجائیگا اس طرح ذکر کرے دم ذاکر ہوجائیگا ذکر میں غرق رہے ذکر حیات ہوجائیگا سوتے جاگتے ذاکر ہوگا اس طرح پاس انفاس حاصل ہوگا۔ یہ ذکر محمد مہدی کے دوست کیا کرتے تھے۔ دیگر پاس انفاس کیلئے محو دم میں مشغول ہو اور دمسازی کرے دم کو پورے زور سے اوپر کھینچے اور مغز پر پہنچائے جب دم گھٹنے لگے آہستہ آہستہ چھوڑے جیسے تکلیف محسوس نہ ہو اور مرشد کا تصور دل میں رکھے۔ دم کی حرارت مغز پر پہنچیگی منی پگھل کر وجود میں آئیگی محتلم منی ہوگی۔ جب دم نیچے اوپر دم حیات کے ساتھ جمع ہوگا ہے اور ایک ہو جاتا ہے اسکی طرف



مجمع البحرین کا ارشاد ہے. یہی مقام آب حیات ہے اس وقت روحانیت حاصل ہو جاتی ہے عالم خیر و سیر سامنے آتا ہے. علم لدنی علماء پر ظاہر ہوتا ہے عمر دراز ہو جاتی ہے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے صاحب تصوف اور صاحب روزگار ہو جاتا ہے اس کام میں ترک جمع اور تجرید تفرید شرط ہے. ذکر پاس انفاس ذکر شریف برکت عظیم رکھتا ہے ذاکر عارف خدا ہے.





مناجات

از: دیوان آشکار

بادشاه ها خلعتی از عشق پوشانی مرا
جرعہ از راہ توحیدت بنوشانی مرا

بر در درگاہ عالی روز و شب من سائلم
کن ز لطف خویش روزی دست افشانی مرا

ہر کسی گوید کہ دشوار است راہ عاشقی
از توجہ خود کنی این راہ آسانی مرا

صد ہزاران طالبان باشند من یک نیستم
ہست در کوئی تو کردن جان قربانی مرا

پر ز ہمت کن دلم را اے توئی صاحب کرم
از خیالات دگر یک بار برھانی مرا

آشکارا چون شدہ در دل تو عشقش جائگیر
خوشترین باشد ہم از تخت سلیمانی مرا

ترجمہ ۱۔ اے بادشاہ مجھے عشق کی خلعت عطا فرما۔ اور مجھے راہ توحید کا گھونٹ پلا

۲۔ میں آپکے درگاہ پر دن و رات سائل ہوں۔ اپنے لطف و کرم سے مجھے سرفراز فرما۔

۳۔ ہرایک یہی کہتا ہے کہ عشق کی راہ دشوار ہے۔ لیکن اپنے کرم سے مجھ پر وہ راہ آسان فرما۔

۴۔ آپکے ہزاروں طالب ہیں، صرف میں ایک نہیں ہوں جو آپکی گلی میں سر قربان کرنے والے ہیں۔

۴- اے صاحب۔ کرم میری دل کو اپنی نعمت سے بھر دے اور غیر خیالات سے میری دل کو پاک کردے۔

۵- اے "آشکار" اگر تمہارے دل کے اندر اسکا عشق جانشن ہوا ھے تو یہ تخت سلیمانی سے بھی بہتر ھے۔

وفات حسرت آیات

یہ شاعر اعظم اور ولی کامل بتاریخ ۱۳- رمضان مبارک سنہ ۱۲۴۲ ھجری بمطابق سنہ ۱۸۲۹ع میں واصل بحق ہوئے۔ ھر سال ۱۳- رمضان کو آپکا عرس مبارک درگاہ شریف میں بڑی دھوم دھام سے اور عقیدت مندی کے ساتھ منایا جاتا ھے۔ جس میں اس کے عقیدت مند ھزاروں کی تعداد میں شرکت کرتے ھیں۔

ھندستان سے بھی انکے عقیدت مند ھرسال انکے مزار شریف کی زیارت کو آتے ھیں اور روحانی فیض حاصل کرتے ھیں۔ سچل سرمست نے روحانی عظمت اور فیض عام کے وجہ سے ایک لازوال مقام حاصل کر لیا ھے۔

ھمان دل است کہ پر از خزینہ عشق است
دگر فنا است مگر آں فنا نمی گردد

(آشکار)

۱۰- احمد مینشن- مال روڈ، لاھور
۸- جولائی ۱۹۶۶ع

گذارش

اس سے پہلے سندھی ادبی بورڈ کے طرف سے مولوی محمد صادق صاحب نے سچل سرمست کا اردو کلام شایع کیا ھے لیکن انکو شاید یہ خبر نہیں تھی کہ یہ اردو کلام گذشتہ ڈیڑھ صدی پرانہ ھے لہذا آج کی اردو کے مقابلہ میں فرق ھونا ایک لازمی امر ھے۔ انھوں نے اپنی مرضی کے مطابق سارے کلام میں زبان کی درستی کرکے اپنی قابلیت دکھائی ھے جس سے کلام کا اصل لطف ختم ھو گیا ھے۔ اس لئے آپکا اصل کلام دوبارہ شایع کیا گیا ھے۔ پرانے الفاظ کے معنی تحریر کئے گئے ھیں۔

الفقیر

قاضي علي اکبر درازي

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اردو کلام

نوٹ:- یہ کلام گذشتہ ڈیڑہ صدي پرانہ هے لهذا آج کی اردو میں فرق هونا ایک لازمی، امر هے

کافي نمبر ا-

ترجیح بند: کہا کر سرّ انا هو کا- سرے میدان آؤنگا
گلی اب چھوڑ دلبر کی- طرف دیگر نہ جاؤنگا

۱- کہا جب سر انا سرہ- تو یہ معلوم هوتا هے
جہاں خلقت پاؤں نہیں پایا- وهاں کوتنل کڈاؤنگا

۲- نرد کر سر چلاتاهوں- جو رکھ کر خیال خانے کا
بساطے برہ کی بازي بلاشک وہ بناؤنگا

۳- دئی کا دین باطل هے- نکل باهر مذاهب سوں
حکم بهی وحدت کا- چپ و راست چلاؤنگا

۴- وہی یسمع وہی یبصر- نشانی حق کی یہی هے
وہی ینطق صحیح کرکے- کلی سر هم سناؤنگا

۵- مقرر هوں میسر هوں- قدم باهر نہ دهرتا هوں
ملامت بار باري هے- جو اب سر پر اٹاؤنگا

۶- کہا هے پیر یوں مجھکو- نہیں تم غیر حق هرگز
ولا موجود الا هو- نقارہ یہ بجاؤنگا

۷- حکم هوتا هے جب مجھکو- بجاؤ نوبت اناالحق کي
اسی عالم میں برهے کا- تماشا تب دکھاؤنگا

۸- هو الظاهر هو الباطن- جو دونوں جگ میں حق هوتا
کہا جو کچھ منصور سولی پر- وهی میں کہاؤنگا

۹- "سچل" هے سر معنیٰ کا- جو جس دیکھاهے تس دیکھا
عشق کی آگ میں یارو- دل و جان دم جلاؤنگا۔

کافی نمبر ۲-

ترجیع بند: اگر اپنا قدر جانو- سپہ سالار تم هوگا
کیا اندر کیا باهر- هم اظهار تم هوگا

۱- عجب هے بات باطن کی- بگوشِ دل سنو صاحب
یقین کے آو میدان میں- اصل اسرار تم هوگا

۲- هوینگے کب تک غافل- قدر نعمت اپنی سے
جو آپکو کر صحیح جانے- سوئی سردار تم هوگا

۳- گمان کو چھوڑ کر دیکھو- دئی کو دور کر دل سے
جسکی طلب کرتے هو- وهی تکرار تم هوگا

۴- کیا کیا کام اسکندر- جو فاتح ملک لیجاتا
پکڑلے ملک دل کا تم- سکندر وار تم هوگا

۵- سولی پر جب چلے حلاج- فارغ هوا وہ هستی سے
کمر باندهو انا الحق کی- نظر نروار تم هوگا

۶- رموز یسمع و بی یبصر- تحقیق میں صحیح کرتا
تعجب کیا؟ یہ سچ توئی- یکا یک یار تم هوگا

۷- سچل کی ذات معلوم هے- جو سمجھا وهی هے تم
نہیں کوئی دوسرا دلبر- وهی دلدار تم هوگا۔

کافی نمبر ۳۔

ترجیح بند: آج وے یارو آؤ۔ دیکھو تماشا یار کا
اس وقت میں ظاهر هوا۔ درشن میرے دلدار کا

۱۔ هاتھ لے شمشیر آیا۔ اور حسن کي فوجیں بھي ساتھ
کون آکر سر جھلینگا۔ تاب اس تلوار کا

۲۔ نینا کے ناز سے۔ دل هماري لٹ گئي
عاقبت میں ایک دن۔ دیکھونگے تماشا دار کا

۳۔ عشق کی آتش جلاوے۔ ایک پلک کونین کو
میں بیچاره کون هون۔ عاشق تیرے نظار کا

۴۔ کهہ اناالحق شوق سے۔ منصور سولي پر چڑھا
کتلي مدت سے هے "سچل"۔ طالب اس خمار کا

کافی نمبر ۴۔

آئو سنو اے یارو۔ هے عشق انتظاري
آرام نهین پل بھر۔ هردم هے بیقراری

۱۔ هے زار زار رونا۔ یہ کام عاشقون کا
کاري گلے میں هردم۔ عجز و نیاز زاری

۲۔ کیا خویش کیا قبیلہ۔ سب سے جدا هوا هون
میں بھی اٹھایا سر پر۔ برھے کا بار بھاری

۳۔ بھی هاتھ سے صنم کو۔ چھٹکے خدنگ خونی
عاشق کو آ لگا هے۔ ناگہ گلے میں کاری

۴۔ شاه عشق چڑھا هے۔ دیکھا "سچل" تماشا
میرا عقل دیکھنے سے۔ یکبار هوا فراری



کافی نمبر ۵-

حق پاک ھے حق پاک ھے- حق خالق- اخلاق ھے
گہ خورم و بیباک ھے- کہیں وھی غمناک ھے

۱- کب وحی پر فرمان ھوا- میرے یار پیارے کو لے آ
صد ناز و عزت سے بلا- وہ صاحب- لولاک ھے

۲- کب شرع واعظ کہتا ھے- کب مئخانہ وچ رھتا ھے
کب خاک غلطاں بہتا ھے- کب دست در فتراک ھے

۳- کب شہ حسین کب شہ حسن- کب انکے ریگن پیرھن
کب سرخ کب سبزہ بدن- کب وہ خوش پوشاک ھے

۴- ھر جا ظہور یار ھے- سب میں "سچل" اسرار ھے
دیکھا جس نے اظہار ھے- اسکا جگر صد چاک ھے

کافی نمبر ۶

اے یار جب سر دیویں- تیرا نام تب عاشق ھوا
منصور اول سر دیا- تب سے سارا انا الحق ھوا

۱- اس عاشق اناالحق کا- نعرہ لگایا آکے
سر اپنا ظاھر کیا- ھرطرف سے تارک ھوا

۲- طالب ھوویں جب یار کا- آ تو عشق کے میدان میں
عاشق اسکو ھم کہوں- جو تیغ سے دو تک ھوا

۳- عشق میں رونا زار زار- نا خواب نا آرام ھے
جس دل سے برھا لگا- وھی لا تعلق ھوا

۴- پیر مغاں کے آستان پر- پڑا رہ تو اے "سچل"
تجھکو کیا پرواہ ھے- تیرا پیر عبد الحق ھوا



کافي نمبر ۷

مجھکو تیرا جادو لگا۔ نا صبر نا آرام ھے
تیرے طرف سے اے صنم۔ نا خط نا پیغام ھے

۱- آتش لگائی جان سوں۔ فریاد پر فریاد ھے
مرتاھون تیرے ھجر میں۔ سر سوز کی صمصام ھے

۲- اس حال اپنے کی خبر۔ کسکو سناؤن اے سجن
جنجال ھے یہ زندگی۔ مرنے میں میرا کام ھے

۳- یا مکھ سے برقعہ دور کر۔ یا خون تیرے گل ھوا
تم ھیں بہا میرے خوں کی۔ مجھکو یہی الہام ھے

۴- آنکھیں جادو گر تیریاں۔ جس نے میری دل لوٹ نیتی
پھر پڑے زلف کے پیچ میں۔ "سچل" دلوں کا دام ھے

کافي نمبر ۸

بنا کر آدمی صورت۔ سارا مظہر خدا ھو گا
کبھی کرار حیدر ھے۔ کبھی شاہ مصطفيٰ ھو گا

۱- کبھی فرعون کبھی موسيٰ۔ چڑھا تھا طورسینا پر
کبھی کافر کبھی ملحد۔ کبھی وہ اولیا ھو گا

۲- کبھی یعقوب کبھی یوسف۔ کبھي عاشق زلیخا ھے
کبھی ھے مصر میں بکتا۔ کبھی خود بادشاہ ھو گا

۳- کبھی خادم کبھی مرشد۔ کبھی ابر کبھی قطرہ
کبھی صاحب ملامت ھے۔ کبھی وہ رھنما ھو گا

۴- "سچل" یہ سچ کہتا ھے۔ تیرے ھي بیچ میں یارو
وھی اندر وھی باھر۔ وھی ارض و سما ھو گا

کافي نمبر ۹

آدم جسکا نام۔ مولي کون کہائینگا
پریم گرو دھم دھام۔ باتیں برہ بتائینگا

۱۔ انا احمد بلا میمی۔ آپ کریمی آپ رحیمی
آپ کر کے قتل عام۔ منکر مار منائیگا

۲۔ اول ہوندے بچہ ایانے۔ پھر ہوندے پیر سیانے
زیرک مست مدام۔ سہسیں رنگ رچائیگا

۳۔ خود ہر شریعت اندر شامل۔ کفر اسلام کے خود ہے مائل
خود گنگا خود ہرنام۔ حاجي بن بن آئیگا

۴۔ کوچک شہر درازیں تھانے۔ گرو داھے وھاں مئخانے
خود ہے آری چام۔ "سچل" نام بتائینگا۔

کافی نمبر ۱۰۔

آیا وہ یار آیا۔ کہتا ہوں حمد الله
رخ دوست نے دکھایا۔ کہتاھوں حمد الله

۱۔ اس حال نا تواں کی۔ پرسش بہت تھی اسکو
مجھکو گلے لگایا۔ کہتا ھوں حمد الله

۲۔ غفلت کے خواب اندر۔ دن رات میں پڑا تھا
برھے نے ھی جگایا۔ کہتاھوں حمد الله

۳۔ معشوق کی نظر سے۔ دل خوش ھوئي ھے میری
فرقت کا غم مٹایا۔ کہتا ھوں حمد الله

۴۔ پہچان اے "سچل" تو۔ صورت خیال والی
مرشد نے یہ بتایا۔ کہا ھوں حمد الله

کافی نمبر ١١-

سنو رے آج سر مورے- برہ باران آیا ھے
کرم کرکے صدف اوپر- ابر نیسان آیا ھے

١- زلیخا کے طلب سیتی- تمنا ملھ وکاس کي
مصر بازار میں چنچل- کنون کنعان آیا ھے

٢- برہ لاون کی خواھش سے- ظھورہ کر وھی بیچون
اسی جگ میں وہ ساجن- بن انسان آیا ھے

٣- لٹک نے زلف دلبر بند- چیرا سر پر گلابی کا
قتل کے عاشقان سیتی- جو کر طولان آیا ھے

۴- تجلی دیکھ کر موسیٰ- ھوا مدھوش مستی مین
شعاع شمع کے اوپر- پلٹ پروان آیا ھے

٥- "سچل" کر گوئی سرمیدان- سری آگے سریجن دھر
ھلان کر حسن دیان دلبر- سرے چوگان آیا ھے

کافی نمبر ١٢-

خاص خداوند ھے- پاک خداوند ھے
گاھے شرف بو علی- گاھے ابیچند ھے

١- گاھے وہ آسودگي- گاھے پراگند ھے
گاھے گریان سوزان ھے- گاھے خندان خند ھے

٢- گاھے وہ شھباز شاہ- گاھے وہ مروند ھے
عرب عجم روم شام- گاھے وہ سندہ ھے

۳- راه حقیقت یهي هے- فکل نہ کوئي فند هے
گاهے وہ بے قید هے- گاهے وہ در بند هے

۴- سچل کهیں ساکن نهیں- هرجائي وہ باشند هے
پیر عبدالحق میری- جان اور جند هے

کافي نمبر ۱۳-

دل میری ویران هوئی- یار سیلانی هوا
زاهدا اس دل میري پر- داغ صنعانی هوا

۱- نهیں جمعیت دل میری کو- هجر کي هیهات هے
اب دیوانہ هو پهروں- کس جائی پر جانی هوا

۲- هے یہ غنیمت مجھ کو- یارو، دوستی دلدار کی
میں بیگانہ هو رهوں- جب یہ جگ فانی هوا

۳- ایک پلک میں درشن پایا- پهر اس سے لیا فراق
یہ وصالت یار کی- جوں ابر آسمان هوا

۴- هو گداگر میں پهروں- اب یار کیتے دربدر
کس گلی میں کب جو دیکھوں- سیر سلطانی هوا

۵- شرط مردي کا یہ هے- مرنا اس کی طاب میں
سر "سچل" کا اس گلی میں- کار قربانی هوا

کافي نمبر ۱۴-

هاتھ پر لعلی لگائي- آج کیسا دن هوا
وہ لٹک نے زلف- چیرا سر اوپر سوسن هوا

۱- یہ کها معشوق، اے مور کھ- برہ سے بے خبر
هاتھ میں تلوار هے- تیرا کهاں تن من هوا



۲- عاشقاں ھم قتل کیتا۔ ھاتھ سے لھو لگا
جب اول سر دیونا ھے۔ تب میرا درشن ھوا

۳- خون جگر ھے عاشقاں کا۔ تس میں میں، چھرا رنگا
میرے ھاتھ سے جسکی شہادت۔ تسکون کیا کفن ھوا

۴- زلف ھے زنجیر میرے۔ دام کیتے عاشقان
جو آوے اس دام میں۔ وھی وھاں مدفن ھوا

۵- آج دن ھے دیکھنے کا۔ اب میں کھولا ھے نقاب
نام جو تیرے اوپر۔ وھی "سچل" سمجھن ھوا

کافی نمبر ۱۵۔

اس چشم میری ایسا۔ اسرار دیکھا تھا
بیچ ابر کے آفتاب کا۔ انوار دیکھا تھا

۱- جس نور کی تجلی۔ سارا طور جلایا
اس دل کی گلی میں وھی۔ چمکار دیکھا تھا

۲- جس جائی سے علمائوں نے۔ پرھیز کیا ھے
تسی جائی میں اسی نور کی۔ جھلکار دیکھا تھا

۳- از دیکھنے ھادی کے۔ سارا کام میرا تھا
اس صورت مرشد کی میں۔ دیدار دیکھا تھا

۴- جیسے سورج کا نور۔ بھر جائی ھے برابر
تیسے ھر مظھر میں اسکا۔ انظار دیکھا تھا

۵- کھہ کلمہ انا الحق کا۔ یک بار یقین سے
منصور اس اسرار اوپر۔ دار دیکھا تھا

۶- تس بحر میں "سچل" آیا ھے۔ جسے کوئی نا کنارہ
اس بحر میں عشاق۔ نگوسار دیکھا تھا



کافي نمبر ١٦-

ساجن پيالا پريم کا۔ مجهکو پلا گيا
دست ميں صراحی رهگئي۔ ساقي کجا گيا

١- نہ تهي اميد دل کو۔ جسي کي اے سجن
دل کو دلاسا ديکر۔ جاني تنہا گيا

٢- زخمي هوا يہ بخشو۔ لاچار هوں پڑا
جاني کمان کشکر۔ جنگي چلا گيا

٣- دلبر جو دل کو لٹکے۔ پائے نہ مڑکے جهاتي
مجنون مجهکو کرکے۔ جاني بهلا گيا

٤- طاقت نہ رهي ملن کي۔ "سچل" جو بولتا نہيں
زخمي جگر کو کرکے۔ دارون پلا گيا

کافی نمبر ١٧-

آنکهيں کے ناز تيرے۔ مجهکو غلام کيا
تمارا عشق ميں نے۔ پيشوا امام کيا

١- کس کون آگهہ ميں کروں۔ اس حال اپنے کی
تمارے درد مجهکو۔ سجن تمام کيا

٢- تيرياں نے ديکهہ بے پرواهياں۔ سنو اے صنم
اپنے گوش پر انگلياں۔ خلق خاص عام کيا

٣- کيا ڈهکانا ميرے۔ دل پر عشق تيرے
عقل علم اور سنت۔ فرض سلام کيا

٤- شکر کروں ميں هردم۔ صد بار الحمد الله
"سچل" کو عشق تم نے۔ اپنا انعام کيا

کافي نمبر ١٨

کرتاهون اے سریجن۔ اس باب شکر الله
تیرے بره نے کیا هے۔ بیتاب شکر الله

١۔ دیکھن سے نین خونی۔ حیرت میں هو رها هوں
بے آرام تو نے کیتا۔ بیخواب شکر الله

٢۔ کیا قول کیا سپاره۔ کیا ورد کیا وظیفه
شد جزم بھول گئے۔ اعراب شکر الله

٣۔ وحدت کا اڑ کے آیا۔ شهباز دل میری پر
ساری هی ٹوٹ گیا هے۔ آداب شکر الله

٤۔ ظاهر کیا جو باطن۔ باهر اندر هي تم هو
"سچل" سپرد کیا تجھکو۔ هر بات شکرالله

کافي نمبر ١٩

بنا کر آدمی صورت۔ سراسر خود خدا هوگا
کبھی یونس کبھی یوسف۔ کبھی وه مصطفيٰ هوگا

١۔ کبھی ماتم زده وهی۔ کبھی هے بیچ عشرت کے
کبھی اسم حسن هوگا۔ کبھی شه کربلا هوگا

٢۔ کبھی صاحب عظم هوگا۔ کبھی هستا کبھی روتا
کبھی عیسيٰ کبھی موسيٰ۔ کبھی وه مرتضيٰ هوگا

٣۔ کبھی لیریاں کبھی گودریاں۔ کبھی اطلس حریر هے
کبھی درویش کبھی پیاده۔ کبھی وه بادشا هوگا

٤۔ کبھی روتا کبھی هستا۔ کبھی سکھ دکھ بیچ هوتا
کبھی بدخواه بدنیت۔ کبھی وه آشنا هوگا

۵- کبھی ھے موج لک لھریان- کبھی کڑتا کبھی بھتا
کبھي دریا کبھی کشتي- "سچل" وہ ناخدا ھوگا

کافی نمبر ۲۰-

نئے تمھارے ناز نے- میری دل کو کوئی اسرار کیا
میرے پاس آئو اے سجن- مجھکو برہ بیمار کیا

۱- تیرے غمزے سے اے صنم- بے جان ھون بے جان ھون
خونی حسن کو دیکھ کر- تیرا عشق میں اختیار کیا

۲- تس دن دلاسے دیگئے- تم ھم سے ھیں، میں تم سے ھون
وھی پال اپنا اے سجن- مجھ سے جو تم اقرار کیا

۳- در در پھرون اس درد سے- ھئے ھئے نمانا ھوکے
دل ھاتھ سے میری گئی- تم نے گلے کا ھار کیا

۴- وہ تار تیرے زلف کی- عاشق پڑا ھے پیچ میں
اسکا نہ پھر چھوٹن ھوا- "سچل" شکر صد بار کیا

کافي نمبر ۲۱-

ھاتھ پر لائی لگائی- آج کیا اسرار ھے
عشاقان اب قتل ھوتا- رت سیتی تلوار ھے

۱ ھاتھ میرے رت لگانا- عشاقان کے قتل میں
تم بھي آئو سر دیوو- جب عشق تو اختیار ھے

۲- سر تما چھوڑ- میرے پاس آ یکبار سے
یک نگھہ واصل کرون- میرا بھی اقرار ھے

۳- ھو پتنگ "سچل" پریم کا- پڑو حسن کی شمع میں
چون خلیل اللہ پر- اونی آگ کل گلزار ھے

کافي نمبر ۲۲-

تيري آنکهون کا مجهکو- يهي انتظار هونا
تيری مکهه ديکهن کے کيتے- دل بيقرار هونا

۱- اس دل مين عشق تيرے- وه شور شر مچايا
تيرے هجر سے رونا- مجهکو بار بار هونا

۲- سولي اوپر چڑها هے- منصور اس درد سے
پينے شراب سيتے خوني خمار هونا

۳- چشمان تيريان شکاری: مجهکو قتل کرينگے
مجهکو عشاقان کا- شوق و شکار هونا

۴- تجهه بن نهين کوئی طاقت- مجهکو اے سريجن
روز ازل سے يون- مين بے اختيار هونا

۵- عاشقان کی آه سيتي- تجهکو کناره لينا
يهی آگ عشق کی مين- شور و شرار هونا

۶- "سچل" بيچاره کيا هے- آشفته تو صنم کا
عاشق تيرے درشن کان کوئی لک هزار هونا

کافی نمبر ۲۳-

تيرے ملن کے کيتے- مين منتظر هوا هون
بے زر غلام تيرا- مين سر بسر هوا هون

۱- پهر ديکهه طرف ميرے- تجهه بن پهرون اداسي
تيرے لئے گداگر- مين در بدر هوا هون

۲- روتا تیرے ھجر میں- دن ریں ھمن ھونا
حبـــل الورید ھستي- ھم بے خبر ھوا ھون

۳- امید ھے فضل کی، تجھ میں ھی عاشقاں کو
لا تقنطو من رحمت- میں بے خطر ھوا ھون

۴- دوری یہ ھمن جاتی- کوئی دم نہ دور تم ھیں
تیرے کرم کی سیتی- دم در نظر ھوا ھون

۵- فریاد اے سریجن- سن نام خدا "سچل" کی
آ دیکھ حال میرا- کہ اندر شرر ھوا ھون

کافی نمبر ۲۴-

میرے پاس کہہ اے قاضیا- کیسا تمھارا کام ھے
تجھکو کتابوں کی خوشی- مجھکو سارا ماتام ھے

۱- بالیں کتابوں کا ورق- عاشق عشق کی آگ میں
میرا نام ایک یاد کر- یہی دوست کا پیغام ھے

۲- اسکے ھجر مجھکو لیا- کہتے ھو تم کتاب پڑہ
میرے گھر اس محبوب کے- آنیکا آج انجام ھے

۳- ایک دم بسارن یار کوں- نہ عاشقوں کا کام ھے
سجدہ سہو اسکو نہیں- جسکا عشق امام ھے

۴- وہ نیک نامی تم لیئے- اے عشق سیتی بے خبر
تیری جماعت کے آگے- بــرھا سارا بدنام ھے

۵- یہی درد سر مطلب ھوا- مرشد مجھکو یوں کہا
بن عشق "سچل" یار کے- کیا کفر کیا اسلام ھے-

کافی نمبر ۲۵۔

برہا ہے سارا مشکل بازی۔ کون رے ہاتھ لگاویگا
بے سروپا یگانا ہوکر۔ عاشق اس جا آویگا

۱۔ عشق کی یہ نشانی پہلی۔ دین کفر کو اڑاویگا
جسکا ہاتھ پکڑلیا برہے۔ تس کا سر کٹاویگا

۲۔ عشوہ عشق یہی ہے یارو۔ سولی پر چڑھاویگا
دیکھنا ہے اب اسکے پیچھے۔ کیسا رنگ بناویگا

۳۔ دنیا کے میدان کے اوپر۔ کوتنل عشق کڈاویگا
سچل سوز فراق دیاں فوجاں۔ پتے پتے برہ بچھاویگا

کافی نمبر ۲۶۔

تیرے درد مجھکو جانی۔ یوں بے خبر کیا ہے
مجروح میری دل کو۔ تیری یک نظر کیا ہے

۱۔ ناحق مسافروں سے۔ نینا کیتی لڑائی
ہم نے گواہ اس پر۔ سارا شہر کیا ہے

۲۔ ابرو کج کمانا۔ مژگان خدنک باران
ہم نے جو تس کے آگے۔ سینہ سپر کیا ہے

۳۔ طالیس کیا افلاطون۔ لقمان بند ہوتا ہے
تیرے زلف اسی سیتی۔ کیسا قہر کیا ہے

۴۔ میری گلی میں آئو۔ دے دو صنم دلاسے
تیرے واعدے مجھکو۔ یوں منتظر کیا ہے

۵۔ اتنی جو بے نیازی۔ ساجن نہ کر "سچل" سے
کب اس گلی میں تم نے۔ کس دن گذر کیا ہے



کافي نمبر ۲۷-

مجھکو جو مارتی ھے- جانا تیري جدائی
دلبر تیرے ھجر سے- در در کروں گدائی

۱- در در پھروں دیوانہ- تیرے فراق سیتی
مجھ پر تمام کی ھے- یوں خلق نے رسوائی

۲- دو چھار دن وصل سے- دو چھار دن فراقی
سیکھا تو کس سے جانے- یھی رسم آشنائی

۳- لٹا کے دل پڑا ھے- "سچل" تیرے شھر میں
اسکے اندر میں تیری- نوبت برہ بجائی

کافی نمبر ۲۸-

اس درد سوں رے تجھ کو- ساري خبر پڑیگا
درد عشق سوں رے عاشق- سولی اوپر چڑیگا

۱- دیکھ حسن عاشقاں کو- دیوانگی جو ھوئی
بہ پیچ زلف کے میں- دل عشق سے اڑیگا

۲- شاہ- حسن چڑھا ھے- نازوں کے فوج سیتی
غمزے کا وہ اٹک کر- عاشق سے اب لڑیگا

۳- برھے کا بادشاہ- جب دل پر مکان کیتا
اسلام کفر کو تب- بھي تاب سان تڑیگا

۴- نینا کے دیکھنے سے- آھو خجل ھوتا
کیا چاند کیا ستارے- کورنش "سچل" کریگا



کافی نمبر ۲۹-

بیمار ہوں تیرے برہ کا- چھوٹن میرا مشکل ہوا
یہی درد میرا دیکھ کر- افلاطون لا یعقل ہوا

۱- یہی درد تیرے عشق کا- مجھکو غنیمت ہے صنم
وہ جوں اندھیری رین میں- مشکل کشا مشعل ہوا

۲- جس سے فلک نے کل ملک- درتی پون کیتی اِبا
وہی بار باری برہ کا- آدم اوپر نازل ہوا

۳- اے یار تم آتا نہیں- مجھ پر شفا بخشی کرو
اس درد میری کی، دوا- آوٹ تیرا یک پل ہوا

۴- جب درد غم دل کو لگا- اسکی دوا پوچھن نہیں
اس درد سے سارا "سچل"- مقصد تیرا حاصل ہوا

کافی نمبر ۳۰-

قاضی تجھکو کیا کہوں- جو یار موجدار ہوا
یار موجدار ہوا- بحر لہردار ہوا

۱- الف کي گدڑی میں- اور کوئی دیدار ہوا
جنہاں دل دھیان لایا- تار میں ہوشیار ہوا

۲- سرخی لعل لبوں پر- رخ محراب ہوا
یا تو وہ مست ہوا- یا تو خلعت دار ہوا

۳- "سچل" وہی نام کرکے- آیا اس چوگان میں
سولی پر مست ہوا- یا تو ہسوار ہوا

کافي نمبر ۳۱-

سجن چا بار برھے کا- اس عالم میں آیا ھے
سیہ لیلی سفیدي کا- برابر رنگ بنایا ھے

۱- کبھی مومن کبھی مسلم- کبھی کافر کہایا ھے
کبھی ملا کبھی قاضی- کبھی برھمن بلایا ھے

۲- نہ جانے اس معما کو- کس نے کس کو بھلایا ھے
خلق الانسان علی صورتہ- یہ کسنے سنایا ھے

۳- دیکھو منصور ھو کر کے- سولی پر سلایا ھے
زلیخاں ھو کر یوسف پر- مصر میں دھم مچایا ھے

۴- "سچل" کے صنعت میں- یہی انچھرا الایا ھے
کوئی سمجھے لکھاں وچوں- رمز ربی رلایاھے

کافی نمبر ۳۲-

کانگے مجھکو خیر کیتی- اب یار میرے گھر آویگا
آویگا ول جاویگا- پھر تجھکو برہ بچھاویگا

۱- یار غیور ضرور اول سے- عاشق کو آزماویگا
پھلے مکھ دکھالے ول ول- سیتی ھجر آڑاویگا

۲- دم دم دوست دلاسے دیکر- پیالا سوز پالاویگا
کس دن آپ دکھاویگا- پھر کس دن آپ چھپاویگا

۳- "سچو" تجھکو دلبر اپنا- آپ دیدار دکھاویگا
جب تب اول آخر ساجن- پاؤں تیرے در پاویگا

كافي نمبر ٣٣-

حيران كيا حيران كيا۔ مجھكو حسن حيران كيا
ميری دل كو كس واسطے۔ پريشان كيا پريشان كيا

١- وه ناز غمرے كا لٹک۔ چاڑھيا دلبر سر ميرے
جادو لگا پر دل ميرے۔ جادو گرے مستان كيا

٢- زلفان سجن ميرے گل بڑے۔ پيچان پيچ كاريهر هوا
مكھ كيون چھپايا تم مجھے۔ تيری دوستی ديوان كيا

٣- منصور يا سرمد كهون۔ يا شمس تبريزی كهون
تيرے اس گلي ميں داستان۔ سر جان ميں قربان كيا

٤- "سچل" نمانا كون هے۔ دعویٰ كرے تيرے عشق كی
واه واه اس مسكين كو۔ تيری دوستی سلطان كيا

كافی نمبر ٣٤-

دلبر كے در اوپر۔ ميں ديوانہ هو رها هون
يار وے اس جهان سون۔ بيگانہ هو رها هون

١- ويكهن سيتی فهم عقل۔ هم سون اڑ گيا
وه زلف پيچ و پيچ ميں۔ مستانہ هو رها هون

٢- معشوق آج سر پر۔ چيرا بنا كے آيا
ميں اس حسن شمع پر۔ پروانہ هو رها هون

٣- آج يار كون جو۔ تير وساون دا خيال هے
سينہ "سچل" ميپر كر۔ نيشانہ هو رها هون



کافی نمبر ۳۵-

کس نوں میں کہہ سناواں- میرا یار ہے خیالی
میرا حال پوچھتا نہیں- ہے اصل لاوبالی

۱- آؤ سنورے سیاں- وہ وہ یار میرے
دلیاں کے لوٹنے کی- کیتی ہے استعمالی

۲- کجلے آنکھوں کوں- دلبر لالی کا رنگ لگایا
کیتا ہے پر پیالی- داروں کی پر تکالی

۳- آیا جو نظر بسیہر- مجھکو رے پیچان پیچی
گل پر لٹک رہے ہیں- ظالم کے زلف کالے

۴- وہ عشوہ ناز سیتی- آتا ہے عاشقاں پر
مدہوش ہورہا ہوں- بہی دیکھ چست چالی

۵- بیچارہ ایک نہیں- میں آشفتہ اس صنم کا
کتنے ہوتے ہیں حیران- دیکھ حسن لایزالی

۶- کب مہر سیتی آوے- کس دن میری گلی میں
دن رین در اسی کے- ہے سگ "سچل" سوالی



کافی نمبر ۳۶-

کیا کروں میں جو- میرا کوئی اختیار نہیں
ہائے ہائے پاس میرے- آج وہ دلدار نہیں





۱- مجھکو اس ہجر لیا۔ دیدون کسی کو فریاد
ھائے ھائے حال میرے۔ جو یکدل یار نہیں

۲- نبض دیکھنے سے۔ افلاطون سون لیا بے خبر
ھوء ھوء کرنے رھا۔ مست سو ھوشیار نہیں

۳- یار بــن ھے زندگی۔ ایسی مجھکو عذاب
خاک ھے دیدہ اسے میں۔ جسے دیدار نہیں

۴- یون کہا یار "سچو"۔ تجھکو میرا درد نہیں
رو رو نے ھمنے پڑا ھون۔ تب بھی اعتبار نہیں

سرائکی کلام نمبر ۳۷

محمدی مظہر دے وچ ھویا نور نظارا

۱- حق ظہور تھن وچ ھویا۔ سڄ تون یار پیارا

۲- ھرگز بے کنھن طرف نہ وریں۔ دیکھ اتھاں وڻجارا

۳- وچ مونارے محبت والے۔ سچ چنڈ سو مونارا

۴- ذرے ذرے تون جھاتی پاویں۔ دیکھیں نور نظارا

۵- آپ تون جان سڄان انہیں کو۔ ھوش رکھیں ھوشیارا

۶- خودیء کنون تو بے خود تیویں۔ عین ھووین اظہارا

۷- اسم جسم کو ویکھ کر ھٹ۔ پل گیا جگ سارا

۸- قدمان ھیٹ پہلے سر دھرنا۔ تا کل پوئی سر سارا

۹- اندر اھو بادشاہ ٻولیندا۔ "سچل" محل مونارا



سرائیکی کلام ۳۸-

نانک یوسف فقیر طالب سچل سرمست

—ـھـ*ـھـ—

ترجیح بند: پرت پال تم داتا- ننگ ڈال تم ہیں
هم کون بیچاری ڈاري- عرض هے حضور میں

١- تم سدا ننگ ڈال لعل- فقر کی لاج پال پال
درد کا احوال حال- دل سنو دستور میں

٢- لعل تیرے در کی لوري- دامن پکڑي هم جو تیري
پرتمون رکھیں لاج موری- کر مہر نظر نور میں

٣- ورد هے تمهارا نام- دم بدم هے صبح شام
کہتی هوں میں رام رام- تار تن تنور میں

٤- سن سنو کرنا یہ غور- عاشقان میلیں طور
مجنوکی هے دل کی دوڑ- رکھ محبت مذکور میں

٥- "نانکا" ارداس هے- داسون تجھے کا داس هے
"سچل" کا پرواس هے- رکھ رحمت پرتپور میں

پرت پال = دوستی رکھنا پرواس = سہارا

در ثنا پیر مغان

۱- ارادتمند آن پیر مغانم
بجز پیر مغان دیگر ندانم

۲- مریدم آستانہ بارگاهش
منور از درش دل چشم جانم

۳- ثواب و جرم شد محو "آشکارا"
شکر اللہ کہ در بیت الامانم

۱- میں پیرمغاں کا ارادتمند ہوں۔ اسکے سوا کسی کو نہیں جانتا۔

۲- میں پیرمغاں کے بارگاہ کا مرید ہوں۔ جسکے نظر نظر پڑتے ہی قلب اور روح کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔

۳- اے "آشکار" ثواب اور گناہ کا دور ختم ہوگیا۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ میں امن و حفظ کے مقام پر ہوں۔

معنی

لفظ	معنی
سر اناھو۔	یہ حدیث شریف ھے الانسان سری وانا سرہ انسان اللہ کا راز ھے اور اللہ انسان کا راز ھے۔
کونتل کڈائونگا۔	گھوڑے کو دوڑائونگا
بساط	تختہ شطرنج کا
نرط	شطرنج کی گوٹی
	جس طرح شطرنج میں خانے کا خیال رکھکر گوٹی چلائی جاتی ھے اسطرح میں اپنا سر چلاتاھوں۔
دئی	دو سمجھنا
سوں	سے
چپ و راست۔	دائیں اور بائیں
برھے کا	عشق کا
بار	بوجھ
بہت۔	بھاری
ھمن سوں	ھم سے
سرجھلینگا	برداشت کرینگا
دار	سولی

لفظ	معنی
کتنلی	کتنی
خدنگ	تیر
چھٹکے	چھوٹ گئے
رستے سے	ڈوری سے
گاری	حل کرکے
کاری	پوری طرح اثر انداز ھونے والا
فتراک	گھوڑے کی زین کے دونوں طرف شکار باندھنے کے بند
چاک	ٹکڑے
سر دیوں	سر قربان کرنا
دوتک	دو ٹکڑے
لوٹ نیتی	لوٹ لیا
تیرے ھی بیچ میں یارو	یار تیرے اندر پوشیدہ ھے
کوچک	چھوٹی سے گلی
آری چام	اللہ
برھے نے	عشق نے
سیتی	لیے
چنچل	دوست

لفظ	معني
بندا	باندھا
وکامن	بکنا
لاون	لگانا
کنوں	کرے پاس
پلٹ	واپس
پروان	پروانہ
ھلاں	حملہ
حسن دیاں	حسن کا
کاري	سخت
گوٹي	گیند بال
سر میدان	میدان میں
چوگان	میداں
پراگند	مفلس
فکل نہ فند ۔	کوئی تفاوت نہیں ھے
بے قید	آزاد
در بند ھے	قید میں
خندان خند	خوش خورم
جگ	دنیا۔ جہان
کیتے	کیلئے
زلف	چوٹی
چیرا	پٹکا

لفظ	معنی
لہو لگا	خون لگا
دیونا ھے	دینگے
چیرا رنگا	پٹکا رنگ لیا
ھادي	مرشد
نگوسار	سر جھکانا۔ شرمندہ ھونا
کمان	کسکے کمان میں تیر ڈالکر کھینچ کر شکار کرنے کیلئے تیار کرنا
لٹکے	لوٹ کر
مڑ کے	پلٹ کر
نین	آنکھوں
بیچ	درمیان
لیڑیاں	ٹھنڈے کپڑے
گودریاں	پھٹے کپڑے
پال	بجا لانا
غمزہ	ناز
اقرار پال	اقرار سر انجام کرو
پھروں	چکر لگاؤں
ھتے۔ ھتے	ادھر اودھر
نمانا	خاکسار۔ منکسر مزاج
هار	پھولوں کا garland ہار جو گلے میں پہنتے ھیں

لفظ	معني
	شرط مردي کا یہ ہے۔ وہ مرد کہا جاتا ہے جو دوست کیلئے سر قربان کردے
چھوٹن	آزاد ہونا
پیچ	پھندا۔ جال
لالي	لعل رنگ
رت	خون
سر ڈیوو	سر دینا
پڑو	گر جائے
چشمان تیریاں۔	تمهاري آنکھیں
شکاری	شکار کرنے والا
سریجن	دوست
رین	رات
ھمن	ھماری
بالیں	جلادو
بسارن	بھولنا
برھا	عشق
بن	سوائے
عشوہ	چال
فراق دیاں فوجاں	فراق کے افواج

لفظ	معني
پے پے	ایک کے بعد دوسرے
مژگان	پلک
سون	سے
پون	ہوا
إبا	توبہ
کورنش	نیاز
درتي	زمین
آون	آمد
گدڑي	بازار
ڌیان لایا	توجہ دیا
چا	اٹھا کے
انجھرا	آنسو
لکاں وچوں	لاکھ آدمی آدمي سے کوئي کوئی یہ بات سمجھینگے
کاریہر	کالا سانپ
تیر وساون دا	تیر برسانے کا خیال ہے
بسیہر	کالا سانپ۔

نوٹ: صفحہ نمبر ۸۴ کے بعد تلقین اور اردو ترجمہ کے ۱۰ صفحہ بغیر سیریل نمبر کے ان صفحوں میں شامل نہیں ہیں، وہ ۱۰ صفحہ ان ۱۱۴ صفحوں میں شامل کرنے سے کتاب کے صفحوں کا مجموعی تعداد ۱۱۴ + ۱۰ = ۱۲۴ ہے۔

يه ڪتاب قاضي علي اڪبر درازي نے "همدرد" پريس ٻهٺا رو
سکهر سے ڇپوا کر روهڙي سے شايع کيا.